عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

8

شعبان المعظم
۱۴۲۰ھ
دسمبر
۱۹۹۹ء

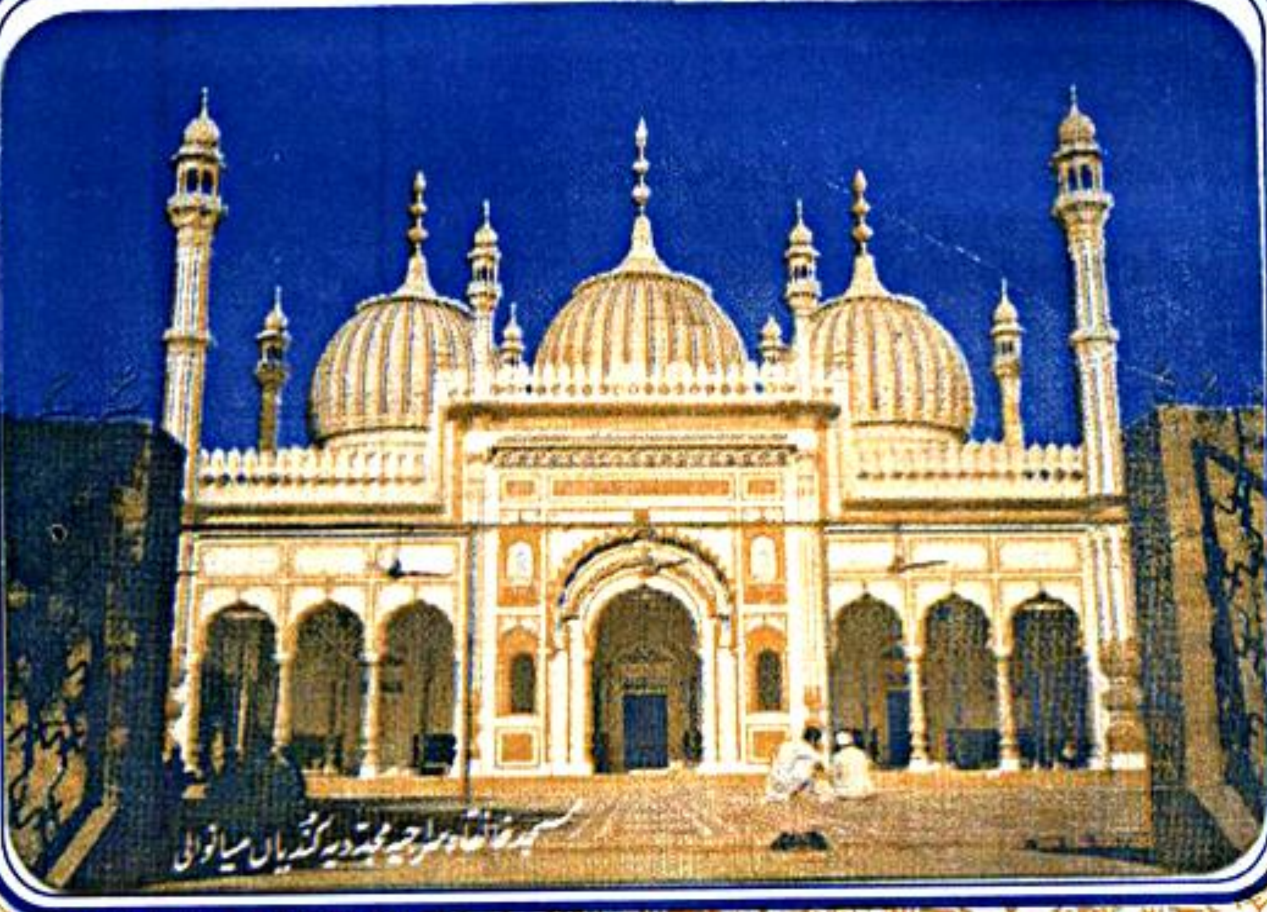

بیادگار
مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا تاج محمود

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ ۳/۸

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان
حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت
حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ

علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی

مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش

مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین

مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

ناشر:۔ صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل زیر پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت:۔ جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

اداریہ ———— 3

تقریر: حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ———— ادارہ ———— 12

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ ———— مولانا عبدالسلام ندوی ———— 17

آہ سید ممتاز الحسن شاہ صاحبؒ ———— مولانا اللہ وسایا ———— 22

قادیانیت کا پودا کیسے لگا' ایک قادیانی کو جواب ———— صاحبزادہ طارق محمود ———— 25

فتنہ انکار حدیث اور پرویزی فتنہ ———— مولانا قاضی مجاہد الاسلام ———— 33

شب برات کے فضائل ———— مولانا مفتی محمد شفیعؒ ———— 37

مولانا محمد علی مونگیریؒ اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ———— مولانا محمد اسماعیل ———— 45

تقسیم کشمیر کا قادیانی پلان ———— جناب حامد میر ———— 49

اکابر کے خطوط ———— ادارہ ———— 52

جماعتی سرگرمیاں! ———— ادارہ ———— 54

تبصرہ کتب ———— ادارہ ———— 63

اداریہ

نواز شریف حکومت کا خاتمہ

اسباب و واقعات!

12 اکتوبر کی شب نواز شریف حکومت کا ٹمٹاتا چراغ بالآخر بجھ گیا۔ 5 بجے شام جنرل پرویز مشرف کو ریٹائرڈ کرنے کا اعلان ہوا۔ دس بجے شب حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ قبل ازیں سابق وزیراعظم نواز شریف نے جنرل ضیاء الدین بٹ کو عجلت میں نیا چیف آف دی آرمی سٹاف مقرر کیا' جو آئی ایس آئی کے سربراہ تھے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ جب انہیں نئے منصب کا تاج پہنایا جارہا تھا۔ جنرل مشرف ہوا کے دوش پر سوار اپنا غیر ملکی سرکاری دورہ ختم کر کے وطن واپس آرہے تھے۔ انہوں نے عنان حکومت سنبھالی 10:30 بجے شب صورتحال واضح ہونے پر اہل وطن نے سکھ کا سانس لیا۔ ملک بھر میں نواز شریف حکومت کی برطرفی پر خوشیاں منائی گئیں' مٹھائیاں تقسیم ہوئیں' لوگوں نے ایک دوسرے کو مبارک بادیں دیں' دوسری طرف بھاری مینڈیٹ کی دعوے دار سابقہ حکومتی جماعت کے رہنماؤں' کارکنوں اور اپنے قائد کی محبت میں زمین آسمان کے قلابے ملانے والوں نے کسی رد عمل کا مظاہرہ نہیں کیا' کراچی جیسے بڑے شہر میں چند افراد کے مظاہرے کے سوا کہیں بھی مینڈیٹ کا احتجاج دکھائی نہیں دیا۔ بعض خرانٹ قسم کے مسلم لیگی وزیروں نے فوج سے التجا کر کے اپنے آپ کو ان کے حوالہ کیا۔ کیونکہ مال کھانے والے مجنوں مار کھانا نہیں جانتے۔ اب تو اس قدر مال کھایا جاچکا ہے کہ مار کے نام سے ان کے پسینے چھوٹتے ہیں۔ تادم تحریر سابقہ برسر اقتدار پارٹی مسلم لیگ نے ایک اجلاس منعقد کر کے اپنے قائد کی رہائی کا زبانی مطالبہ کیا۔

جنرل پرویز مشرف اس وقت چیف ایگزیکٹو ہیں۔ انہوں نے 17 اکتوبر کی تقریر میں 6 رکنی سکیورٹی کونسل کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ اپنے خطاب میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ کڑا احتساب' معیشت کی بحالی' انصاف کی فراہمی' اداروں سے سیاست کا خاتمہ' امن عامہ کا قیام' قومی وقار کا فروغ' ان کی حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہیں۔ جنرل پرویز مشرف کے خطاب کو ملک بھر میں سراہا گیا ہے۔ خیبر تا کراچی پوری قوم فوجی قیادت سے بے رحمانہ احتساب کا مطالبہ کررہی ہے۔ کہ انتخاب کی بجائے اب ایسا احتساب کیا جائے

کہ قومی مجرموں کو قرارواقعی سزا ملے جو جمہوریت کے نام پر دولت کی لوٹ کھسوٹ میں مصروف رہے۔

میاں نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ بے شک فوج نے کیا۔ لیکن ان کی حکومت کی برطرفی کا سبب خود ان کی اپنی ذات بھی تھی۔ چوہدری افضل حق" کے بقول اقتدار حرام نہیں ہوتا اس کا نشہ حرام ہوتا ہے۔ میاں نواز شریف کو اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ وزارت عظمیٰ عطا فرمائی۔ وہ جنرل ضیاء الحق کے دور سے حکومت میں شامل رہے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو میاں نواز شریف اس ملک کے واحد سیاسی رہنما ہیں۔ جن پر اقتدار کی دیوی عاشق رہی۔ ان کے اقتدار اور حکومت کا دورانیہ سب سے زیادہ ہے۔ بے نظیر بھٹو کے دو ادوار میں میاں صاحب قائد حزب اختلاف رہے 'اپوزیشن میں ہوتے ہوئے بھی وہ ایک طرح اقتدار کے کھیل میں شامل رہے۔ انسان وہی کاٹتا ہے جو وہ بوتا ہے۔ میاں نواز شریف صاحب کا کیا ان کے سامنے آیا ہے۔ وہ خود اور ان کے نابالغ مشیر ان کی تباہی وبربادی کا باعث بنے۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغوں نے مجھے

سابق وزیر اعظم کا پہلا دور اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ انہوں نے اس میں کشکول گدائی توڑ پھینکا تھا۔ انہوں نے عملاً ثابت کر دکھایا کہ اگر حکمران چاہیں تو غیر ملکی امداد کے بغیر زندہ رہا جاسکتا ہے۔ اس بار تو نواز شریف حکومت نے کمال کر دکھایا۔ انہوں نے بیرونی امداد کے لئے کشکول توڑ کر کڑاہا ہی سر پر اٹھالیا۔ شریف برادران کے بزرگ والد جہاں دیدہ اور فہمیدہ شخصیت ہیں' مخلص اور شفیق باپ کی حیثیت سے انہوں نے نواز شریف اور شہباز شریف دونوں کی بہتر سے بہتر رہنمائی میں کوئی کسر نہ اٹھا چھوڑی۔ انہوں نے بلاشبہ نواز شریف کی غلطیوں کے ازالہ اور زیادتیوں کی تلافی میں ہمیشہ کلیدی کردار ادا کیا۔ اقتدار کا نشہ اور مینڈیٹ کے زعم میں مبتلا وزیر اعظم کے بارے میں اب یہ بات زبان زد عام تھی کہ وہ اپنے والد صاحب کی ہدایات کو درخور اعتنا سمجھنے لگے تھے۔

اقتدار کی تقسیم کے بعد سابق وزیر اعظم نے بھاری مینڈیٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آٹھویں ترمیم کی لٹکتی تلوار کے خاتمہ کے لئے عملاً وہ کچھ کیا جو وہ کر سکتے تھے۔ یہ شخصی آمریت کے تسلط کی طرف ان کا پہلا قدم تھا۔

سابق صدر فاروق احمد لغاری کے ساتھ نواز شریف نے پنجاڑالا اور سجاد علی شاہ کے ساتھ پنجہ!

کر۔ وہ دونوں کو ناک اوٹ کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہوتے اگر پس پشت فوج ان کا ساتھ نہ دیتی۔ ہوں نے بتدریج جتنے معرکے سر کئے "فوج کی خاموش مدد" ان کے شامل حال رہی۔

محترم رفیق تارڑ نئے صدر لائے گئے' یاد رہے کہ یہ بھی شریف برادران کے والد صاحب کی دریافت تھے۔ اختیارات سے بے نیاز صدر نے اپنے منصبی کردار سے ثابت کردکھایا کہ انہیں ایسا بے ضرر' وضع دار اور وفادار صدر میسر نہیں آسکتا تھا۔

سابق چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت کی چھٹی کروائی گئی۔ جن کا قصور محض اتنا تھا کہ انہوں نے ایک تقریب میں ملکی حالات کے پیش نظر نیشنل سیکورٹی کونسل کی تجویز پیش کی تھی۔ غلام مصطفی کھر اور بعض دیگر سیاسی رہنماؤں نے اس تجویز کی تائید کی تھی۔ جہانگیر کرامت کی پیش کردہ تجویز کو بالآخر جنرل مشرف نے عملی جامہ پہنایا ہے۔ اگر یہ سیکورٹی کونسل پہلے ہی بنادی جاتی تو کارگل ایشو پر انہیں اس طرح خفت اور شرمندگی نہ اٹھانا پڑتی۔

سابقہ وزیر اعظم نے پاک مسلح افواج کے حوالہ سے ایسے اقدامات شروع کردیئے تھے جن سے ایسے حساس اداروں میں تشویش واضطراب کا پھیلنا ایک فطری امر تھا۔ نیول انچیف ایڈمرل دستور الحق کو سبکدوش کیا گیا۔ فوری بعد نئے نیول چیف فصیح بخاری ناسازگار حالات کی بھینٹ چڑھ کر گھر پہنچ گئے۔

جنرل علی قلی خان کا استعفیٰ اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھا۔ سنیارٹی کے لحاظ سے ان کی حق تلفی کی گئی۔ اگر سابق وزیر اعظم انہیں چیف آف دی آرمی سٹاف بنادیتے تو اس کا ایک فائدہ یہ ہوتا تھا کہ مسلسل معرض التوا میں پڑا رہنے والا کالاباغ کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا تھا۔ چونکہ میاں صاحب کالاباغ ڈیم بنانے میں خود ہی مخلص نہیں تھے۔ اس لئے وہ اس پہلو سے گریزاں رہے اور کوئی ساجرات مندانہ اقدام نہ کرسکے۔

گوہر ایوب وزیر خارجہ تھے' انہیں تبدیل کر کے سرتاج عزیز کو وزیر خارجہ بنایا گیا۔ جس شخص نے وزارت خزانہ کا بیڑہ غرق کیا' سیاسی حلقوں کی رائے سرتاج عزیز کے بارے میں واضح ہے کہ وہ کون ہیں؟ اور کن کے مفادات کے لئے ہمیشہ کابینہ میں گھسے بیٹھے رہتے ہیں۔ گوہر ایوب بعض قومی مسائل اور بالخصوص مسئلہ کشمیر کے حوالہ سے بھارتی حکومت کے لئے دردسر تھے اور وہ مضبوط موقف اور سٹینڈ لینے والے وزیر خارجہ تھے۔ ان کی تبدیلی سے بھی سیاسی حلقوں میں چہ مگوئیاں شروع ہوگئیں تھیں کہ گوہر ایوب امریکن پالیسیوں کے خلاف تھے۔

حسین نواز کا بھارتی دورہ سابق وزیر اعظم کے زوال کا باعث بنا۔ انہیں بھارت میں سرکاری طور پر پروٹوکول دیا گیا۔ یہ در حقیقت تجارتی دورہ تھا۔ چنانچہ اس دورہ کے تناظر میں دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ وزیر اعظم کے بیٹے نے کاروباری صلاحیتوں اور تجارتی لیاقتوں کا بہترین مظاہرہ کیا۔ اس کے فوری بعد بھارت کو چینی کی ترسیل بڑے وسیع پیمانے پر شروع ہوگئی۔

امریکن پالیسی اور واشنگٹن حکمرانوں کی خواہش پر پاک بھارت تعلقات کو فروغ دیا گیا۔ چنانچہ خیر سگالی اور تعلقات کی تجدید کے ضمن میں لاہور دہلی بس سروس کا آغاز کیا گیا۔ اور بیک ڈور ڈپلومیسی اختیار کی گئی۔ یادر ہے کہ نیاز اے نائیک اور مشرا کی ذاتی مثالی دوستی کے بہت چرچے پائے جاتے ہیں۔ سابق وزیر اعظم کے حقیقی زوال کا باعث بھارتی وزیر اعظم واجپائی کا دورہ پاکستان تھا۔ جونہی انہوں نے پاک وطن کی سرزمین پر قدم رکھا قوم میں بھارت دشمنی کے جذبات جاگ اٹھے۔ چنانچہ "معاہدہ لاہور" کے باعث حکومتی پارٹی کی ساکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ اسی معاہدہ نے میاں نواز شریف کے بھاری مینڈیٹ کے غبارے سے ہوا نکال دی اور انہیں چاہنے والوں کی محبت نفرت میں تبدیل ہوگئی۔

حکیم سعید احمد کے بہیمانہ قتل کے بعد کراچی کے حالات ایک دفعہ پھر ابتری کا شکار ہو گئے تھے۔ معین الدین کی تعیناتی کے بعد حالات سدھرے۔ لیکن نہ جانے کس بنا پر غوث علی شاہ کو دوبارہ سندھ پر مسلط کر دیا گیا۔ جس کا بالخصوص کراچی کے عوام نے بہت برا منایا۔ غوث علی شاہ کے بارے میں سیاسی حلقے بخوبی جانتے ہیں کہ موصوف اتفاق کے مخالف اور جی ایم سید کے خاص آدمی ہیں۔

سابق حکومت میں باصلاحیت افراد کو کارنر کیا گیا خوشامدی مشیروں اور کاسہ لیس وزیروں نے غلط مشورے دے کر وزیر اعظم سے غلط فیصلے کروائے۔ جس کا نتیجہ وہ خود بھگت رہے ہیں۔

سابق وزیر اعظم کی ناقص پالیسیوں کے نتیجے میں دیگر صوبوں میں احساس محرومی دن بدن بڑھتا گیا۔ میاں صاحب نے وفاقی حکومت کو "لاہور حکومت" بنا ڈالا تھا۔ دوسرے صوبوں میں "لاہوریوں کی حکومت" کے حوالہ سے طعنہ دیا جاتا رہا۔

پاکستان کے تین صوبوں میں پنجاب کے خلاف اٹھنے والی نفرت کے ذمہ دار بھی نواز شریف ہی ہیں۔ وزیر اعظم پنجابی، صدر مملکت پنجابی، میاں نواز شریف کو لے ڈوبنے والے چیف آف دی آرمی سٹاف پنجابی (ظلم کی) حد یہ کہ سندھ کے ڈی آئی جی پنجابی، وفاقی کابینہ میں اکثریت وزراء پنجابی، وزیر اعظم کے

مختلف شعبوں کے مشیروں جنہیں وزیروں کا درجہ حاصل تھا وہ بھی پنجابی ہی تھے۔ یہ عصبیت نہ صرف ملک بلکہ دوسرے صوبوں کی حق تلفی اور ناانصافی کی وہ پالیسی جس کے تحت پنجاب کو ایک خاص منصوبے کے تحت معطون کیا جانا مقصود تھا۔

رشوت' بے روزگاری' کرپشن' قومی خزانے کی لوٹ کھسوٹ' ناانصافی' مختلف نوعیت کے ٹیکس' پانی' بجلی' سوئی گیس کے بلوں میں ناقابل برداشت اضافہ یہ وہ تمام اسباب تھے جو میاں نواز شریف کی حکومت کی تنزلی کا باعث بنے۔ نواز شریف کے دور میں یہ پہلا موقع تھا کہ جتنا ایک مزدور پریشان تھا اتنا ہی مل مالک پریشان رہا۔ دن بدن صورتحال غیر یقینی بنتی جا رہی تھی۔

امن وامان کے حوالہ سے ملک کی صورتحال انتہائی مخدوش ہو گئی تھی۔ خاص طور پر ماہ اکتوبر کے آغاز سے قبل مذہبی دہشت گردی کے خونچکاں واقعات نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان واقعات کا افسوسناک پہلو یہ تھا کہ یہ واقعات یکے بعد دیگرے کچھ ایسے تسلسل سے رونما ہوئے جس سے محسوس ہوتا تھا کہ ملک کو ایک سازش کے تحت خانہ جنگی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

سابق وزیراعظم کی ساکھ کو جس چیز نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا وہ کارگل کا شاندار فتح کے بعد معاہدہ واشنگٹن تھا۔ کارگل کی چوٹیوں پر ظفر مندیوں کے بعد بھارت کی بے بسی یقینی ہو گئی تھی۔ لیکن افسوس کہ اس سنہری موقع کو گنوا کر مسئلہ کشمیر کو ایک دفعہ پھر 50 سال پیچھے دھکیل دیا گیا" معاہدہ لاہور" اور "معاہدہ واشنگٹن" کے بعد غیر جانبدارانہ طور پر یہ رائے دی جا سکتی ہے کہ عام آدمی بھی سابقہ حکومت سے نفرت کرنے لگا تھا۔

حالیہ تبدیلی کے بعد اتنے دن گزر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک مختلف بیانات' مکالموں' تجزیہ کرنے والے اس بات کا تعین نہیں کر سکے کہ وہ کون سی ہنگامی صورتحال تھی جس کے باعث سابق وزیراعظم نے جنرل پرویز مشرف کو برطرف کر کے آئی ایس آئی کے سربراہ کو فوری طور پر چیف آف دی آرمی سٹاف مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ دو ہفتے قبل انہوں نے جنرل پرویز مشرف کی مدت ملازمت میں توسیع کی' گلے شکوے دور کئے' اپنے دل کی صفائی کا اظہار کر کے انہیں دل صاف کرنے کا مخلصانہ مشورہ دیا۔ اس آخری حماقت سے ثابت ہوتا ہے کہ سابق وزیراعظم نواز شریف ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اب پچھتاوے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں۔

جنرل پرویز مشرف قادیانیوں سے ہوشیار رہیں!

ملتان کے مذہبی و سیاسی رہنماؤں کا مطالبہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں نے مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کے اتحاد کی روح اور ملک و ملت کی بقاو سلامتی کی ضمانت ہے جس پر چودہ سو سال سے عالم اسلام کی وحدت و یگانگت کی تاریخ کا تسلسل بلکل عیاں ہے۔

اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے فرزند ان اسلام نے ایثار و قربانی کی لازوال روایات میں اپنے خون سے رنگ بھرا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ 1974ء میں اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا لیکن قادیانیوں نے اس متفقہ فیصلہ کو تسلیم نہ کرتے ہوئے آئین سے بغاوت جاری رکھی ہوئی ہے اور ملک و قوم کے خلاف سازشوں میں لگے رہتے ہیں۔ گذشتہ نصف صدی کے قومی بحرانوں میں ان کا ہاتھ کار فرما رہا اور سقوط ڈھاکہ کے سانحہ کے پس منظر میں بھی قادیانی لابی کا اہم کردار رہا چونکہ ایم ایم احمد اس وقت اہم عہدہ پر تھا۔ ملک کے پہلے وزیر خارجہ مقرر ہونے سے چوہدری ظفر اللہ نے پاکستان کو اندرونی و بیرونی محاذوں پر جو نقصان پہنچایا وہ ہماری قومی تاریخ کا المناک باب ہے۔

اس وقت کی صورتحال سے قادیانی عناصر بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک و قوم کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ چنانچہ ان کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر آئین کی تعطلی کو منسوخی کہہ کر یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے کہ جس آئین نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا وہ آئین ہی نہیں رہا' حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہمیشہ سے یہ موقف رہا ہے کہ چونکہ قادیانیوں نے پاکستان کو روز اول سے تسلیم نہیں کیا اور وہ دوبارہ اکھنڈ بھارت بن جانے کا زہریلا پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں۔ ان کی پاکستان دشمنی کے لئے یہی دلیل کیا کم ہے کہ بھارت اور اسرائیل میں ان کے اہم مشن کام کر رہے ہیں۔

لہذا چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف اور ان کے رفقاء کار کو چاہئیے کہ وہ وفاقی اور صوبائی سیٹ اپ میں کسی قادیانی کو وزیر' مشیر یا کلیدی عہدہ دار مقرر نہ کر کے ملک و قوم کو قادیانی لابی کے ملک دشمن عزائم سے محفوظ رکھیں۔

بعض حلقوں میں یہ کہا جا رہا ہے کہ کنور ادریس قادیانی کو سندھ کابینہ میں لایا جا رہا ہے۔ جب کہ گذشتہ دور میں اس شخص کے خلاف سخت احتجاج اور عوامی رد عمل قومی ریکارڈ پر ہے۔

شرکاء پریس کانفرنس:

جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، جے یو پی کے رہنما مولانا مفتی غلام مصطفیٰ رضوی، وفاق المدارس کے ناظم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری، پی ڈی پی کے حکیم محمود خان، ممتاز صحافی ولی محمد واجد، سابق صدر ڈسٹرکٹ بار قاری محمد نورالحق قریشی ایڈووکیٹ، جمعیت اہل حدیث کے رہنما علامہ خالد محمود ندیم، جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام ڈاکٹر محمد عارف خان، ممتاز قانون دان کنور محمد انتظار خان، جماعت اسلامی کے امیر راؤ محمد ظفر اقبال، جماعت اسلامی کے نائب امیر خواجہ عبیدالرحمٰن، جمعیت اہل حدیث ملتان کے ناظم مولانا عنایت اللہ رحمانی، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا معاویہ محمود۔

حافظ لدھیانوی کا سانحہ ارتحال

لو چلے ہم ہو گئیں طے اس جہاں کی منزلیں
کچھ یقیں اور کچھ وہم و گماں کی منزلیں

ملک کے معروف نعت گو شاعر، صاحب طرز ادیب، منفرد نثر نگار اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دیرینہ رفیق محترم حافظ لدھیانوی 16 اکتوبر کی صبح دماغ کی شریان پھٹ جانے سے انتقال کر گئے: انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت حافظ لدھیانوی نے زندگی بھر علم و ادب کی دنیا میں بالخصوص نعت کے حوالہ سے بڑا نام کمایا ہے۔ نعت لکھنا اور پڑھنا ان کی پہچان بن گئی تھی۔ حافظ مرحوم کی 37 کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ جن میں 26 کتابیں نعتیہ کلام سے معمور ہیں۔ اس میں نعتیہ رباعیات، نعتیہ قطعات اور نعتیہ مثنویوں کے مجموعے بھی شامل ہیں۔ حافظ صاحب کے تین حمدیہ مجموعے بھی شائع ہوئے، شخصی خاکوں کے تین مجموعے اور تین ہی سفرنامے کتابی صورت میں منظر عام پر آئے جو ارض مقدس سے محبت

عقیدت کے آئینہ دار ہیں "یادوں کے انمول خزانے" کے نام سے ان کی خودنوشت پڑھنے کے قابل ہے شخصی خاکوں کے حوالہ سے حافظ صاحب مرحوم نے برصغیر پاک وہند کی نامور ان دینی، علمی ہستیوں سے متعلق لکھا ہے جن کی انہیں رفاقت حاصل رہی یا جن سے انہوں نے فیض پایا۔ محترم حافظ لدھیانوی کو پانچ نعتیہ مجموعوں پر قومی سیرت ایوارڈ ملے۔ 14 اگست 1999ء کو بھی حکومت پاکستان نے انہیں تمغہ امتیاز دینے کا اعلان کیا مگر حافظ صاحب نے خودداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لینے سے انکار کر دیا۔

حافظ لدھیانوی مرحوم صحیح العقیدہ، پکے مسلمان اور حافظ قرآن تھے۔ انہوں نے 40 برس مسلسل نماز تراویح میں کلام پاک سنانے کی سعادت حاصل کی۔ انہیں دینی حلقوں میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ علم و ادب کی دنیا میں تو انہیں ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ حافظ صاحب کو نظم اور نثر دونوں میں یکساں کمال حاصل تھا۔ ان کی شخصیت کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ وہ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت اور عشق ہی نعت کا ذریعہ تھا۔ برصغیر پاک وہند کی نامور دینی علمی شخصیات سے ان کے روابط اور تعلقات رہے۔ بالخصوص امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ذات سے تو انہیں حد درجہ لگاؤ اور محبت تھی۔ وہ اپنی نجی محفلوں میں بڑے فخر سے امیر شریعتؒ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

حافظ لدھیانوی نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ فیصل آباد شہر میں گزارا۔ اس سیم و تھور اور سیم وزر کے شہر کو ادبی ذوق بخشنے میں ان کا نمایاں کردار رہا ہے۔ حضرت حافظ صاحب کے انتقال سے ملک ایک عظیم نعت گو شاعر، عمدہ نثر نگار اور علم و ادب کے شفیق استاد سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ بلاشبہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ایک ادارہ تھے، ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو تھی، ان کی باتوں اور یادوں سے ان کے چاہنے والوں کے دل ہمیشہ معطر رہیں گے۔ ادارہ لولاک حافظ صاحب کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے بلندی درجات کی دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے پسماندگان کو صبر و جمیل عطا فرمائے اور ان کے فرزندگان کو اپنے باپ کی روایات کا امین بنائے۔ آمین!

آہ! حافظ بلال احمد

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مرکزی ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عزیز اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے کارکن محترم قاری حافظ بلال احمد جگر کے عارضہ میں معمولی بیمار رہ کر عالم

آخرت کو سدھار گئے۔ آپ بہت ہی پختہ مشق حافظ و قاری تھے۔ عرصہ تک سکھر مجلس کے دفتر میں بچوں کو پڑھاتے رہے۔ اپنی شریف اور بھلی صفات کے باعث ہر دل عزیز تھے۔ پرانا سکھر کی مسجد میں امامت و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ بیمار ہوئے سکھر سے فون آنے پر مولانا بشیر احمد صاحب چناب نگر کانفرنس کو چھوڑ کر مجبوراً سکھر گئے۔ ان کو ملتان نشتر ہسپتال لاکر علاج کے لئے داخل کرایا۔ عزیزوں وڈاکٹروں نے خدمت وعلاج کی حد کردی۔ مگر قضاء کے سامنے کسی کی نہ چل سکی۔ چند دن بیمار رہ کر راہی ملک عدم ہوئے۔ آبائی علاقہ فاضل پور میں تدفین ہوئی۔ ہزاروں افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ ادارہ لولاک وعالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام رفقاء پسماندگان کے لئے صبر جمیل اور مرحوم کی مغفرت کے لئے دعاگو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر سایہ فگن ہو۔ جوانی کے عالم میں ایک بہت ہی شریف النفس ساتھی کی وفات یقیناً ہم سب کے لئے صدمہ کا باعث ہے۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللّٰہ

بوئے گل تھی کہ صدائے بلبل تھی

مہر محمد امیر سرگانہ مختصر علالت کے بعد 13 ستمبر 1999ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم نے ایک عرصہ محکمہ کسٹم میں ملازمت کی اور نیک نامی اور شہرت کی مثال بن گئے۔ مرحوم ساری زندگی صوم وصلوٰۃ اور شریعت کے احکامات کے پابند رہے اور بزرگان دین سے فیض حاصل کرتے رہے۔ ان کے وصال کے موقع پر حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اپنی ضعیفی کے باوجود باگڑ سرگانہ تشریف لائے اور مرحوم کے مرقد پر دعائے خیر کی۔ مرحوم مہر محمد امیر سرگانہ ایک وسیع حلقہ احباب کے مالک تھے۔ مرحوم نہایت خوش اخلاق شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے کئی بار حج کی سعادت حاصل کی۔ ان کی نماز جنازہ خیر المدارس کے مولانا مفتی عبدالستار صاحب نے پڑھائی اور انہیں ان کے آبائی گاؤں باگڑ سرگانہ میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر وجمیل عطا فرمائے اور ان کے فرزندگان کو اپنے باپ کی روایت کا امین بنائے۔ آمین!

توحید خداوندی

خطاب : مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

خطبہ مسنونہ کے بعد یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی

انما الھکم الہ واحد فمن کان یرجو القاء ربہ فلیعمل عملاً صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا...!

توحید خداوندی فطرت انسانی کا لازمہ اور خاصہ ہے۔ جیسے ہر انسان کے لئے فطری طور پر سننا اور دیکھنا لازم ہے۔ اسی طرح توحید بھی لازم ہے۔

یورپی سائنس دانوں کا اعتراض ہے کہ ہم نے چاند کی پرواز کے دوران خدا کو نہیں دیکھا۔ ان کا نہ دیکھنا کوئی بڑی بات نہیں جس شخص کی آنکھیں نہ ہوں وہ مخاطب یا سامنے والے کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔ یا یوں سمجھ لیں کہ انسان کے پاس دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان موجود ہیں۔ اگر کوئی شخص آنکھ کی جگہ کان سے دیکھنے کی کوشش کرے تو اسے کچھ نظر نہیں آئے گا اور اگر کان کی بجائے آنکھ سے سننے کی کوشش کرے تو وہ کوئی بات نہیں سن سکے گا۔ کیونکہ ایسا ہونا قطعی ناممکن ہے۔ جو چیز جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے اگر اس سے وہی کام لیا جائے گا تو بات بنے گی' ورنہ نہیں۔ یہی کیفیت سائنس دانوں کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی کائنات میں تجربات کر رہے ہیں۔ ایٹم سازی میں مصروف ہیں' چاند کی منزلیں قطع کرنا چاہتے ہیں' خلا کا جائزہ لے رہے ہیں' اور اس مقصد میں وہ کامیاب ہیں۔ جس روز انہوں نے سائنس کی تھیوریاں اور فارمولے چھوڑ کر خدا کی تلاش شروع کی تو انشاء اللہ ان کو خدا مل جائے گا۔ ابھی تک تو وہ سائنسی تجربات میں مصروف ہیں۔ خدا کی معرفت یا خدا سے ملنے کا کام سائنس سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ خدا کی معرفت کے لئے حس ربانی کی ضرورت ہے۔ جب تک ان کی وہ حس بروئے کار نہیں آئے گی' وہ خدا کی معرفت سے محروم رہیں گے۔ وہ کہتے ہیں خدا نظر نہیں آیا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ہماری جو آنکھ دنیا کے نظارے دیکھتی ہے' اس آنکھ کے اندر نور کی جو شعاع موجود ہے جس سے یہ کاروبار بصارت جاری ہے اس شعاع کو کبھی آج تک سائنس دانوں نے دیکھا ہے۔ کبھی نور کی شعاع کا احاطہ کیا ہے؟ نظر موجود ہے مگر آنکھ کے اندر جھانک کر بھی دیکھیں تو وہ ہمیں نظر نہیں آتا اسی طرح خدا موجود ہے لیکن نظر نہیں آتا۔ اسے دیکھنے کے لئے معرفت کی ضرورت ہے' سائنس کی نہیں۔

انسان عالم صغیر ہے اور کائنات عالم کبیر۔ عالم صغیر میں روح کار فرما ہے۔ جس سے انسان کی زندگی ہے اور عالم کبیر میں خدا موجود ہے۔ جس طرح دو روحیں انسان کے اندر نہیں ہو سکتیں' اسی طرح کائنات میں دو خدا نہیں ہوسکتے۔ جس طرح بدن کا تمام تر تعلق روح سے ہے روح نہ ہو تو جسم بیکار ہے۔ اسی طرح کائنات بغیر خدا کے نہیں۔ جیسے انسان کے جسم میں روح کے قیام کا کوئی خاص مقام سکونت نہیں بلکہ تمام جسم میں ہر وقت اور ہر جگہ موجود رہتی ہے' اسی طرح کائنات میں خدا کا وجود ہر گوشہ و قریہ میں موجود ہے۔ جسم میں روح نظر نہیں آتی۔ سائنس دان ہزار بار کوشش کرلیں' اسی طرح کائنات میں خدا نظر نہیں آئے گا۔ جب تک کہ وہ معرفت کی اس منزل تک نہیں پہنچ پاتے جو قرب کے لئے مخصوص ہے۔

جس طرح روح کی حقیقت و ماہیت کا کوئی مثیل نہیں' اسی طرح خدا کی حقیقت کا بھی کوئی مثل نہیں۔ ایک شے کا نام مثل ہے اور دوسری کا مثیل۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک شخص نے اعتراض کیا کہ خدا نظر نہیں آتا۔ آپ نے اس سے کہا برتن میں دودھ لاؤ۔ وہ شخص جب دودھ لے کر آیا تو آپ نے اس سے پوچھا' اس میں گھی ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں موجود ہے۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ انگلی لگا کر مجھے بتاؤ کہ گھی کہاں ہے؟ اس شخص نے کہا۔ حضرت دودھ کے ہر قطرہ میں گھی موجود ہے' مگر یوں انگلی سے میں نہیں بتا سکتا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مسئلہ توحید سمجھ لو کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں خدا موجود ہے صرف دیکھنے والے کی نظر درکار ہے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور ہے کہ کسی حاکم نے پوچھا' زمین کا نصف کہاں ہے؟ آپ نے اپنی چھڑی وہیں رکھدی اور فرمایا یہی ہے ناپ لو۔ کمی بیشی نہ ہوگی۔ دوسرا سوال اس نے یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے اسے جواب دیا کہ کرسی سے اتر آؤ۔ وہ کرسی سے اترا تو آپ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ خدا یہ کر رہا ہے۔ تیسرا سوال اس نے یہ کیا کہ اگر شیطان آگ سے بنا ہے تو پھر اسے آگ کیونکر جلائے گی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے منہ پر مٹی کا ایک ڈھیلا مارا جس کی تکلیف سے وہ بلبلا اٹھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' تم مٹی سے بنے ہو اور میں نے تمہیں مٹی کا ڈھیلا مارا ہے۔ تمہیں کیوں تکلیف ہوئی؟ وہ شخص مسئلہ سمجھ گیا۔

عبادت اور اطاعت

عبادت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ خدا کی عبادت میں جس طرح کوئی شریک نہیں اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں بھی کوئی دوسرا شریک نہیں۔ کیونکہ دونوں باتیں شرک ہیں

اور شرک بہت بری شے ہے۔ یہاں تک کہ ایک زانیہ عورت بھی اپنے عاشق کے پاس غیر عورت کو برداشت نہیں کر سکتی۔

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور ہدایت آیا۔ یہاں نور کے معنی روشنی کے ہیں اور روشنی کی ضرورت اندھیرے میں پڑتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے آنے سے قبل جہان میں اندھیرا تھا۔

وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین اندھیرے میں کوئی تمیز نہیں رہتی۔ نااہل' اہل بن جاتا ہے۔ جیسے ایک شخص مکان میں سو جاتا ہے اور لحاف اوڑھ لیتا ہے۔ کمرہ اندر سے بند کر کے روشنی بجھا دیتا ہے۔ مگر جب اندھیرے میں وہ اٹھتا ہے تو اسے اندھیرے میں بجلی کا سوئچ نظر نہیں آتا۔ جبکہ اس کی نظر موجود ہوتی ہے اور بجلی کا سوئچ بھی بدستور کمرہ میں موجود ہے۔ وہ ہاتھ سے ٹٹولتا ہے گویا آنکھیں ہونے کے باوجود وہ ہاتھ سے کام لے کر بجلی روشن کرتا ہے۔ اب آپ سوچیں کہ ہاتھ دیکھنے کے لئے نہیں' آنکھ دیکھنے کے لئے ہوتی ہے۔ چونکہ اندھیرا تھا اس لئے آنکھ کی بجائے ہاتھ سے کام لیا گیا۔ اس طرح نااہل اہل بن گیا۔ تو بات سمجھ میں آگئی' کہ اللہ تعالیٰ نے اندھیرے میں بھٹکنے والی انسانیت کے لئے حضور خاتم النبیین ﷺ کو نور ہدایت بنا کر بھیجا جس کی روشنی میں نااہل اور اہل کے درمیان تمیز ہو گئی۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ حضرت کبھی کبھی میرا دل خدا کے انکار کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا تم نے کبھی کشتی میں سفر کیا۔ اس نے کہا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اگر سفر کے دوران کشتی ٹوٹ جائے کوئی تختہ بھی باقی نہ رہے اور تو دریا میں غوطے کھانے لگے تو تمہارے دل میں یہ خیال آئے گا کہ اب بھی بچ سکتا ہوں۔ پس تمہارے دل میں یہ خیال لانے والا خدا ہے۔

ایک شخص نے امام اعظم رحمہ اللہ کے پاس آکر سوال کیا کہ خدا ہونے کی دلیل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا آدمیوں سے بھری ہوئی کشتی بغیر ملاح کے دریا پار کر سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کائنات کی یہ کشتی جس پر اربوں انسان اور مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے' جانور اور درندے موجود ہیں۔ بغیر کسی طاقت کے رواں دواں ہے؟۔

جب خدا کی توحید پر ایمان کامل ہو گا تو کوئی انسان ایک پائی بھی بغیر حق کے نہیں لے سکتا۔ جیسے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص سات خچروں پر سامان لادے جا رہا تھا۔ جنگل میں ایک اور شخص نے آکر اسے للکارا۔ چنانچہ وہ اپنے خچر وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ دوسرے شخص نے خچروں پر لدے ہوئے صندوقوں کا جائزہ لیا تو ان میں ہیرے اور جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ وہ ان خچروں کو لے کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور تمام سامان پیش کر کے ماجرا سنایا۔ اس شخص نے اس سامان سے کچھ بھی نہ لیا

جبکہ وہ تمام سامان اپنے پاس رکھ سکتا تھا اور اسے دیکھنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ بلکہ حضرت سعد ؓ نے اس شخص کو انعام دینے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانا اور جواب دیا کہ میں نے سب کچھ خدا کی توحید بتلانے کے لیئے کیا ہے۔ اس کا اجر آخرت میں لوں گا۔

آج جب ہم اپنے گردو پیش پھیلی ہوئی اخلاقی اور سماجی برائیوں' سمگلنگ' چور بازاری' حق تلفی' بد اخلاقی' اس انسانی معاشرہ میں دیکھتے ہیں تو سخت کرب اور قلق ہوتا ہے۔ حقیقت میں خدا سے دوری کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔

امام غزالی ؒ کے عہد میں دو آدمی سفر کرتے ہوئے ایک عالیشان محل میں داخل ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے سائنس دان کی طرح قیافہ لگایا کہ یہ محل خود بخود تعمیر ہوا' از خود اینٹیں بنیں' گارا چونا بنا' خود ہی دیواریں بنتی چلی گئیں' ان پر چھتیں پڑیں۔ اس پر دوسرے نے جواب دیا کہ تمہارا قیافہ بالکل غلط ہے ایسا نہیں ہو سکتا یہ فطرت کے منافی ہے۔ کسی نے یہ مکان بنوایا ہے اور اس میں گارا مٹی کے علاوہ کاریگروں کا بھی دخل ہے۔ کوئی چیز خود بخود نہیں بنتی جیسے سائنس دان کہتے ہیں کہ ذرے موجود ہیں۔ ان سے کائنات از خود وجود میں آگئی۔ بھلے لوگو! ذرے کس نے بنائے اس پر بھی تو غور کرو

سائنس دان کہتے ہیں' خدا ہمیں معلوم نہیں ہوتا۔ ان کا یہ انکار صحیح نہیں کیونکہ کسی شے کے وجود سے انکار کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس شے کا وجود ہی نہیں۔ کوئی شخص اگر یہ کہدے کہ دریا اور سمندر میں مچھلیاں نہیں اور میں نے نہیں دیکھیں تو کیا یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ دریا اور سمندر مچھلیوں سے خالی ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ ایسے شخص کو سمندر میں مچھلیوں کا علم نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ خشکی پر مچھلیاں نہیں تو اسے سمجھانا پڑے گا کہ مچھلیاں خشکی پر نہیں' پانی میں ہوتی ہیں۔ للذا سائنس دانوں کی یہ بات نہیں مانی جا سکتی کہ خدا نہیں کیونکہ خدا کا وجود سائنسی تھیوریوں اور فارمولوں سے ماورا ہے۔ سائنس کی تھیوریاں بدلتی رہتی ہیں' خدا کا وجود نہیں بدلتا۔ للذا یہ ماننا پڑے گا کہ خدا موجود ہے مگر سائنس دانوں کا علم اسے پانے سے قاصر ہے۔

ہر چیز کی کوئی نہ کوئی حقیقت اور اصلیت ہوتی ہے جو کبھی پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ صرف اس کی تلاش اور پہچان کا علم ہونا چاہیے۔ جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں یہ حقیقت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نہیں چار نہیں' پانچ ہوتے ہیں تو ہم سب اسے بیوقوف ہی کہیں گے' کیونکہ اس کا کہنا حقیقت کے خلاف ہے۔

جیسے ہیرا بھیڑ بکری کی مینگنی سے اعلیٰ اور قیمتی ہے۔ اگر کوئی شخص ہیرے کو گندگی کے ڈھیر میں پھینک دے اور مینگنی کو بلند جگہ پر رکھے تو اس سے مینگنی کی قیمت میں اضافہ نہیں ہو گا اور ہیرے کی قیمت کم نہیں ہو جائے گی۔ کیونکہ ہیرا ہیرا ہے اور مینگنی بہرحال مینگنی ہے۔

لہٰذا اہل یورپ اور سائنس دان لاکھ کہیں' خدا نہیں ان کے کہنے سے خدا کا وجود ختم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حقیقت کو جھٹلانا احمقوں کا کام ہوتا ہے۔

اصلاح معاشرہ کے تین اصول

تعلیم۔ قانون۔ توحید۔ تعلیم کے ذریعہ نیک وبد کی تمیز ممکن ہے مگر تعلیم یافتہ لوگ گناہ بھی عوام یا کم تعلیم یافتہ لوگوں کی نسبت بھاری کریں گے۔ کیونکہ وہ گناہ کے لئے کئی چالیں چل سکتے ہیں۔ اس لئے قانون کی ضرورت ہوگی۔ قانون گناہ کو روک سکتا ہے۔ گناہ تعلیم کے ذریعہ نہیں رک سکتا' قانون کے ذریعہ رک سکتا ہے۔ مگر قانون بھی بسا اوقات گناہ روکنے سے عاجز رہتا ہے کہ اگر گواہ جھوٹ بول جائیں اور گناہ چھپالیں تو قانون' مجرم کو سزا دینے سے قاصر ہوگا۔

اسی لئے قانون کے اوپر خدا اور اس کی توحید کا اقرار و اعتراف ضروری ہے۔ ایک غیبی قوت کا خوف یا اس طاقت سے محبت ظاہری و پوشیدہ دونوں طرح کے گناہوں کو روک سکتی ہے۔

بقیہ : قادیانیت کا پودا کیسے لگا

ہے۔"(الفضل 12 دسمبر 1939ء)

"یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو' فارسی اور عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے' مدینے میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکتا۔"(ستارہ قیصریہ ص 17 مرزا غلام احمد قادیانی)

اس حوالہ کے پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے حکومت برطانیہ کے لئے کتنی گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ جس پودے کو برطانوی استعمار نے اپنی ضرورت کے لئے کاشت کیا' پروان چڑھایا' قدم قدم پر اس کی مدد کی' وہ مدد کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

مولانا عبدالسلام ندوی

نام ونسب

آپ کا نام ہند ہے۔ ام سلمہ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ قریش کے خاندان بنی مخزوم سے ہیں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے والد ابوامیہ مکہ کے مشہور مخیر اور فیاض تھے۔ سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے۔ حضرت ام سلمہؓ نے ان ہی کے آغوش تربیت میں نہایت ناز ونعمت سے پرورش پائی تھی۔

نکاح

عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوا جو زیادہ تر ابوسلمہؓ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ حضرت ام سلمہؓ کے چچازاد بھائی اور آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔

قبولیت اسلام

آغاز نبوت میں ہی اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں۔

ہجرت حبشہ

ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ منورہ ہجرت کی، ہجرت میں ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئیں۔

ہجرت مدینہ

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے۔ حضرت ام سلمہؓ اپنے شوہر عبداللہ بن عبدالاسد کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں۔ ان کا بچہ بھی ساتھ تھا، لیکن حضرت ام سلمہؓ کے قبیلہ والوں نے مزاحمت کی:

زبردستی انہیں ہجرت سے روکا تو مجبوراً حضرت ابو سلمہؓ ان کو چھوڑ کر اکیلے مدینہ چلے گئے تھے اور یہ اپنے گھر واپس آگئی تھیں۔ مزید صدمہ یہ کہ ان کے بیٹے سلمہ کو ابو سلمہؓ کے خاندان والے حضرت ام سلمہؓ کے پاس سے چھین لے گئے۔ اس لئے حضرت ام سلمہؓ کو اور بھی تکلیف پہنچی۔ چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابطح وادی میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ کئی دن تک یہ حالت رہی۔ خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا۔ ایک دن ابطح وادی سے ان کے خاندان کا ایک شخص گزرا اور ام سلمہؓ کو روتے ہوئے دیکھا تو اسکا دل بھر آیا۔ گھر آکر لوگوں سے کہا کہ اس غریب پر کیوں ظلم کرتے ہو اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اس کے حوالہ کردو۔ روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔ چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں' کوئی مرد ساتھ نہ تھا۔ مقام تنعیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی 'بولا کدھر کا قصد ہے ؟ کہنے لگیں مدینہ منورہ کا 'پوچھا کوئی ساتھ بھی ہے 'جواب میں بولیں خدا اور یہ بچہ۔ عثمان بن طلحہ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا' تم تنہا کبھی نہیں جا سکتیں۔ یہ کہہ کر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا اور حضرت ام سلمہؓ اتر پڑتیں' روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ہٹ جاتا اور ام سلمہؓ سے کہتا کہ سوار ہو جاؤ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا مدینہ لایا۔ قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا 'اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ وہ یہیں مقیم ہیں۔ یہ ادھر روانہ ہوئیں اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا۔

وفات ابو سلمہؓ' نکاح ثانی اور خانگی حالات

کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا۔ حضرت ابو سلمہؓ بڑے شہ سوار تھے۔ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد میں چند زخم کھائے جن سے جانبر نہ ہو سکے۔ جمادی الثانی ۴ھ میں ان کا زخم پھٹا اور اسی تکلیف سے وفات پائی۔ حضرت ام سلمہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی اور آنحضرت ﷺ خود ان کے مکان پر تشریف لائے۔ گھر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی تھیں ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا صبر کرو' ان کی مغفرت کی دعا مانگو اور یہ کہو اے میرے رب ان سے بہتر ان کا جانشین عطا کر۔ اس کے بعد ابو سلمہؓ کی میت پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام سے پڑھی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے ۹ تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے نماز جنازہ کے بعد

پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کو سہو تو نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔ وفات کے وقت ابو سلمہؓ کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی۔

ابو سلمہؓ کی وفات کے وقت ام سلمہؓ حاملہ تھیں۔ وضع حمل کے بعد عدت گزر گئی تو حضرت ابو بکرؓ نے نکاح کا پیغام دیا لیکن حضرت ام سلمہؓ نے انکار کیا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کا پیغام لے کر پہنچے۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا مجھے چند عذر ہیں۔ میں سخت غیور عورت ہوں' عیالدار ہوں' میرا سن زیادہ ہے' آنحضرت ﷺ نے ان سب امور کو گوارا فرمایا' حضرت ام سلمہؓ کو اب کوئی عذر نہیں رہا' اپنے لڑکے عمر سے کہا اٹھو اور رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح کرو۔

شوال ۴ھ کی تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی۔ حضرت ام سلمہؓ کو ابو سلمہؓ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا' خدا تعالیٰ نے اس کو ابدی مسرت میں تبدیل کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو دو چکیاں' گھڑا اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی عنایت فرمایا۔ یہی سامان اور بیویوں کو بھی عطا ہوا تھا۔

آنحضرت ﷺ کو حضرت ام سلمہؓ سے بہت محبت تھی اور یہ آنحضرت ﷺ کے آرام کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ حضرت سفینہؓ جو آنحضرت ﷺ کے مشہور غلام تھے دراصل حضرت ام سلمہؓ کے غلام تھے۔ ان کو آزاد کیا تو یہ شرط کی جب تک آنحضرت ﷺ زندہ رہیں تم پر ان کی خدمت لازمی ہوگی۔

عام حالات

حضرت ام سلمہؓ کے مشہور واقعات زندگی یہ ہیں۔ غزوہ خندق میں اگرچہ وہ شریک نہ تھیں تاہم اس قدر قریب تھیں کہ آنحضرت ﷺ کی گفتگو اچھی طرح سنتی تھیں۔ فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ جب سینہ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ دفعتہً عمار بن یاسرؓ پر نظر پڑی۔ فرمایا افسوس ابن سمیہ! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

اسی سنہ میں آیت حجاب نازل ہوئی۔ اس سے پیشتر ازواج مطہرات بعض دور کے اعزہ واقارب کے سامنے آیا کرتی تھیں۔ اب خاص خاص اعزہ کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام مکتوم قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے اس لئے ازواج

مطہرات کے حجروں میں آیا کرتے تھے۔ایک دن آئے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ سے فرمایا۔ان سے پردہ کرو۔بولیں وہ تو نابینا ہیں۔فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھتی ہو۔

صلح حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں۔ صلح کے بعد آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ تین دفعہ باربار کہنے پر بھی ایک شخص آمادہ نہ ہوا چونکہ کفار مکہ کے ساتھ معاہدہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں۔ اس لئے تمام لوگ رنجیدہ اور صدمہ سے بیتاب تھے۔ آنحضرت ﷺ گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہؓ سے شکایت کی۔انہوں نے کہا' آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لئے اپنے بال منڈوائیں۔ آپ ﷺ نے باہر آکر قربانی کی اور بال منڈوائے۔ اس طرح لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا۔ عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت سرانجام دے رہا تھا۔

حجۃ الوداع میں جو ۱۰ھ میں ہوا اگرچہ ام سلمہؓ علیل تھیں تاہم ساتھ آئیں۔ غلام اونٹ کی مہار تھامے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب غلام مکاتب کے پاس اس قدر مال موجود ہو کہ وہ اس کو ادا کرکے آزاد ہو سکتا ہو تو اس سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے۔ طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر قائم ہو تو تم اس وقت اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر لینا چنانچہ حضرت ام سلمہؓ نے ایسا ہی کیا۔

۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ علیل ہوئے' مرض نے طول کھینچا تو آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ حضرت ام سلمہؓ اکثر آپ کو دیکھنے کے لئے جایا کرتی تھیں ایک دن طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہؓ چیخ اٹھیں۔ آنحضرت ﷺ نے منع کیا کہ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ایک دن مرض میں اشتداد ہوا تو ازواج مطہرات نے دوا پلانی چاہی چونکہ گوارا نہ تھی آپ ﷺ نے انکار فرمایا لیکن جب غشی طاری ہو گئی تو ام سلمہؓ اور اسماء بنت عمیس نے دوا پلا دی۔ وفات سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے کان میں باتیں کی تھیں۔ حضرت عائشہؓ اسی وقت بے تابانہ پوچھنے لگیں لیکن حضرت ام سلمہؓ نے توقف کیا اور آنحضرت کی وفات کے بعد پوچھا۔

۶۱ھ میں حضرت امام حسینؓ نے شہادت پائی۔ حضرت ام سلمہؓ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لا رہے ہیں' سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے' پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا حال ہے ارشاد ہوا

حسینؓ کے مقتل سے واپس آرہا ہوں' حضرت ام سلمہؓ بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے' اسی حالت میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسینؓ کو قتل کیا اللہ ان کو قتل کرے اور جنہوں نے حسینؓ کو ذلیل کیا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے۔

وفات

جس سال حرہ کا واقعہ ہوا اسی سال حضرت ام سلمہؓ نے انتقال فرمایا۔ اس وقت ۸۴ برس کا سن تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن کیا۔ اس زمانہ میں ولید بن عتبہ (ابو سفیان کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا۔ چونکہ حضرت ام سلمہؓ نے وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے اس لئے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے حضرت ابو ہریرہؓ کو بھیج دیا۔

اولاد

حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر سے جو اولاد ہوئی اس کے نام یہ ہیں: سلمہؓ حبشہ میں پیدا ہوئے' آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح حضرت حمزہؓ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا۔ عمرؓ آنحضرت ﷺ سے حضرت ام سلمہؓ کا نکاح ان ہی نے کیا تھا۔ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں فارس اور بحرین کے حاکم تھے۔ درہ ان کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے۔ حضرت ام حبیبہؓ نے جو کہ ازواج مطہرات میں داخل تھیں۔ آنحضرت ﷺ سے کہا ہم نے سنا ہے کہ آپ درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے' اگر میں نے اس کی پرورش نہ کی ہوتی تو بھی وہ میرے لئے کسی طرح حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ دو بیٹیاں درہ اور زینبؓ ہیں۔

فضل و کمال

علمی حیثیت سے اگرچہ تمام ازواج مطہرات بلند رتبہ رکھتی تھیں تاہم حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا ان میں کوئی جواب نہ تھا۔ چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات احادیث کا مخزن تھیں تاہم عائشہؓ اور ام سلمہؓ کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا۔"

"آنحضرت ﷺ کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں۔"

وہ بھی چل دیئے

آہ! سید ممتاز الحسن شاہ گیلانیؒ

مولانا اللہ وسایا

حضرت حافظ سید ممتاز الحسن شاہ گیلانیؒ انتقال فرماگئے: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

؎ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

سید ممتاز الحسن شاہ گیلانیؒ کا حفظ و ناظرہ اور سکول کی معمولی تعلیم مکمل کرنے کے بعد فیصل آباد آنا جانا ہوا تو مجاہد ملت حضرت مولانا تاج محمودؒ سے نیاز مندی کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں سے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، متکلم اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ، خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ، خطیب اسلام حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ، مفکر ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے عقیدت و محبت کا رشتہ قائم ہوا۔ پہلے احرار اسلام پھر مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستگی ہوئی۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ حضرت رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا انیس الرحمن لدھیانویؒ سے مثالی تعلقات تھے۔ اشرف المدارس فیصل آباد کے صدر مدرس حضرت مولانا غلام محمد صاحبؒ سے کچھ عرصہ ابتدائی صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی۔ عجیب طبیعت پائی تھی' اکابر سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے فدائی تھے۔ حضرت مولانا کی مجلس میں جب حاضر ہوتے' تقریر سنتے' قلمبند کرتے جاتے' تقاریر وملفوظات پر مشتمل نوٹ بک بنائی ہوئی تھی۔ جسے سفر و حضر میں عزیز از جان سمجھ کر ساتھ رکھتے تھے۔ سندھ کے سفر میں وہ گم ہوگئی تو مدت العمر اس گراں مایہ ذخیرہ پر تاسف کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا زندگی بھر کا معمول تھا کہ آپ کسی سید کو خدمت کا موقع نہیں دیتے تھے لیکن سید ممتاز الحسن شاہ گیلانیؒ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ سید ہونے کے باوجود ان سے خدمت لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ سے تو باپ بیٹے جیسا تعلق ہے۔ آپ کو حضرت جالندھریؒ نے فیصل آباد کے قادیانیت زدہ دیہات کے لئے مبلغ مقرر کردیا تھا۔ شاہ صاحبؒ نے جان جوکھوں میں ڈال کر آخری عمر تک اس فریضہ کو نبھایا اور

خوب نبھایا۔ فقیر راقم الحروف کا بطور مبلغ سب سے پہلا تقرر فیصل آباد میں ہوا۔ تو جڑانوالہ' کھرڑیانوالہ کے دیہات میں تعارف کرایا اور عمر بھر اپنی شفقتوں سے نوازا۔ اس عرصہ میں ہمارا چند جان کا رشتہ قائم ہوا۔ بہت ہی شریف النفس' درویش اور فرشتہ سیرت انسان تھے۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں دن رات ایک کردیا۔ چناب نگر (سابقہ ربوہ) کو کھلا شہر قرار دیا گیا تو سردار منیر احمد خان لغاری پہلے آر ایم مقرر ہوئے۔ ان کی عدالت بلدیہ کی عمارت ٹھہری۔ وہاں آپ کو ابتدائی نمازیں پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ جن سے ایک بار تعارف ہوا آخر عمر تک باوفا ساتھیوں کی طرح اسے نبھایا۔ جامع مسجد و مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر' جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر پر ساتھیوں کی رخصتوں کے موقع پر ہفتہ ہفتہ بار ہاڈیوٹی دی۔ کل پاکستان چنیوٹ و چناب نگر ختم نبوت کانفرنسوں میں حاضری ان کی زندگی بھر کا معمول رہا۔ مجلس کے مبلغین کی میٹنگوں میں جماعتی پالیسی و معاملات پر رواداری کے قائل نہ تھے۔ ہمیشہ مجلس کے ضوابط پر کاربند رہتے اور رفقاء کو اس پر کاربند رہنے کا سبق دیتے تھے۔ جماعتی مسئلہ میں ساتھیوں کے مختلف مشوروں کو اکابرین کا کوئی ملفوظ سنا کر مسئلہ کا حل نکال لینے میں ید طولی حاصل تھا۔ شیعہ سنی کشیدگی پر بہت افسردہ رہتے تھے اور اس کو قادیانیوں کی سازش قرار دیتے تھے۔ مزاج پیروں والا تھا' بودوباش فقیروں والی تھی۔ اس دفعہ اٹھارویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر چار روز ان سے مجلس رہی۔ مبلغین حضرات کی تعلیم و تربیت اور مزید تیاری کے لئے 9 اکتوبر کی عشاء کے بعد تحریری امتحان قرار پایا۔ سب سے سینئر ہونے کے باوجود محض نئے دوستوں کی دلجوئی کے لئے امتحان میں شریک ہوئے۔ پرچہ دیا' آنکھوں کا عارضہ تھا مگر اسے جماعتی امر کی تعمیل میں رکاوٹ نہ بننے دیا۔ دوسرے دن دوپہر تک کے اجلاس میں شریک رہے۔ ہم لوگوں کو ملتان کا ایک بجے دن سفر کرنا تھا آپ مدرسہ میں ہی قیام پذیر تھے ان سے رخصت لے کر روانہ ہوئے اور یہ زندگی کی آخری ملاقات ٹھہری۔ قبلہ سید ممتاز الحسن شاہ گیلانیؒ سے فقیر کی تیس بتیس سالہ جماعتی رفاقت رہی اس طویل عرصہ میں آپ کی اجلی سیرت کی گواہی دینا فقیر اپنا فرض سمجھتا ہے۔ فقیر پچھلے ہفتہ پشاور کے سفر پر تھا۔ واپسی پر راولپنڈی دفتر میں عزیز محترم اورنگ زیب اعوان نے آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر سنائی۔ دل بجھ گیا۔ دفتر مرکزیہ آکر معلوم ہوا کہ ۲۱ اکتوبر بروز جمعرات کو ایک بارات کے ساتھ پیپلز کالونی تشریف لے گئے۔ شادی کے پنڈال میں تقریب نکاح کی تاخیر سے فائدہ اٹھا کر بیان شروع کردیا۔ پہلے

معراج کا واقعہ بیان کیا پھر آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں کا تذکرہ شروع کیا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرؓا کا نام زبان پر آیا اور کرسی پر بیٹھے ہی گردن لڑھک گئی۔ ساتھیوں نے سنبھالا تو وہ دوسرے جہاں تشریف لے جا چکے تھے۔ اتنی اجلی سیرت کا سید' سادات کا تذکرہ کرتے ہی اللہ تعالیٰ کے حضور چل دیا۔ ایک بجے دن کا وقت تھا آخری سٹاپ ڈھڈی والا فیصل آباد میں ذاتی رہائشی مکان اور اپنے ہاتھوں قائم کردہ مدرسہ و مسجد میں لائے گئے۔ دوسرے دن دس بجے چک نمبر 205 وزیروالا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ جانشین مجاہد ملتؒ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے جنازہ کی امامت فرمائی۔ صاحبزادہ طارق محمود' نے جنازہ پر آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے اپنے مبلغین رفقاء کی نمائندگی کی۔ یوں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' مجاہد اسلام حضرت مولانا تاج محمودؒ کے جانشینوں نے ان کے ایک دیرینہ مجاہد ساتھی کو ہزاروں سوگواروں اور خاندانوں کے ورثاء اور جماعتی ساتھیوں کے ہمراہ ان کو آخری آرام گاہ میں رحمت حق کے سپرد کیا۔ عاش سعیداً ومات سعیداً کا مصداق یہ مرد قلندر دنیا میں نہ صرف خوب وقت گزار کر گیا بلکہ ہزاروں متعلقین کو سلیقہ کی زندگی گزارنے کا درس دے گیا۔ شوگر وغیرہ ایسی بیماریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حرمین کی زیارت کا بھی شرف حاصل تھا۔ ہزاروں سعادتوں کا مجموعہ اب رب کریم کے حضور حاضر ہوا۔ اللہ رب العزت اپنے عفو و کرم کا ان سے معاملہ فرمائیں۔ پسماندگان کو صبر جمیل اور مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب ہو۔ آمین

؎ مجنوں جو مر گیا جنگل اداس ہے

بقیہ : قادیانی شبہات کے جوابات

یہ تیس افتراء اور جھوٹ ہیں۔ جنہیں دنیا کا کوئی عاقل سچ سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا اور محض قادیانیوں کے خاص عدد (جو حدیث نبوی "ثلاثون کذابون "کا آئینہ بھی ہے) کی مناسبت سے لکھے گئے ہیں۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھئے اس کے صفحے صفحے پر جھوٹ اور بہتان کے سیاہ دھبے نظر آئیں گے۔ مجھے امید ہے کہ قادیانیوں کی عدالت میں یہ تیس جھوٹ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی پوزیشن واضح کرنے کے لئے کافی ہوں گے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ارشاد ہے :۔

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص ۲۲۲' روحانی خزائن ص ۲۳۱ ج ۲۳)

قادیانیت کا پودا کیسے لگا!......ایک قادیانی کو جواب

صاحبزادہ طارق محمود چیف ایڈیٹر لولاک

25 ستمبر روزنامہ اوصاف اسلام آباد ایڈیٹر کی ڈاک میں ایک قادیانی نے ''تحریک ختم نبوت اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری'' کے عنوان سے محمد عمر فاروق صاحب کے مضمون کا جواب دیتے ہوئے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ قادیانی جماعت پر یہ روایتی الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور یہ کہ قادیانیت کا خمیر برطانوی سامراج کے اشارے پر لگایا گیا تھا۔ موصوف کا گلہ ہے کہ مضمون نگار نے محض قادیانی جماعت پر الزامات لگائے ہیں اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں دیا کہ ''یہ پودا انگریز نے کب اور کس طرح لگایا تھا اور کس کس طرح کس کس قدم پر مدد کی تھی۔'' قادیانی مکتوب نگار نے طنزاً تحریر کیا ہے کہ احمدیوں یعنی قادیانیوں پر الزام لگانے والے اپنے بزرگوں کی تاریخ پر غور نہیں کرتے حالانکہ انہوں نے بھی تو انگریز کی حمایت کی تھی۔ اس ضمن میں موصوف نے انگریزی حکومت کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والے، برطانوی سامراج کی تائید وحمایت کرنے والے اور سرکار برطانیہ سے فائدہ اٹھانے والے چند مسلم رہنماؤں کا بطور خاص حوالہ دے کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ جب مسلمان رہنما برطانوی حکومت کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھتے تھے تو قادیانی جماعت کو ہی کیوں برطانوی سامراج کا پروردہ ہمدرد اور غمگسار قرار دے کر مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے؟ موصوف نے بطور خاص دارالعلوم ندوۃ العلماء (بھارت) کا حوالہ دیا ہے کہ اسے انگریزوں نے قائم کیا تھا۔ موصوف لکھتے ہیں:

۞...... ''وہ ان کو مشاہرے دیتے رہے جو آج کل انگریزوں کے دشمن اول بنتے ہیں، ان کے اپنے رسالہ ''الندوۃ'' میں درج ہے۔ ہز آنر لفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ نے منظور فرمایا تھا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھوں سے رکھیں گے۔ یہ تقریب 28 نومبر 1908ء کو عمل میں آئی۔''

۞...... ''علامہ اقبال نے ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر مرثیہ لکھا تھا:

اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایہ خدا
اک غم گسار تیرے مکینوں کی تھی، گئی

﴿۴﴾...... ''مولانا نذیر احمد دہلوی اور مولوی محمد حسین بٹالوی انگریزوں کے حمائتی اور حاشیہ بردار تھے۔ وہ بھی انگریزوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔''

﴿۵﴾...... ''احرار کا اصل چہرہ'' تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب کی رپورٹ'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔''

قادیانی مکتوب نگار نے ہمارے بزرگوں کے حوالہ سے گھسے پٹے الزامات دہرائے ہیں۔ جہاں تک دارالعلوم ندوۃ العلماء کا تعلق ہے' موصوف کو خود اعتراف ہے کہ اس ادارہ کے قیام کا مقصد روشن خیال علماء پیدا کرنا تھا' ندوۃ العلماء نے بلاشبہ اسی نوع کے علماء کی کھیپ تیار کی 'ندوۃ' کے قیام اور جماعت احمدیہ کے قیام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دارالعلوم ندوۃ غیر سیاسی ادارہ تھا۔ جس کے کوئی سیاسی عزائم نہ تھے اور نہ ندوۃ نے عملی سیاست میں حصہ لیا۔ ندوۃ نے علمی گوہر پیدا کئے 'مذہبی سکالر تیار کئے 'نبی کھڑے نہیں کئے' اس لحاظ سے اگر برطانوی حکومت نے ادارے کا سنگ بنیاد رکھا یا وظیفہ دیا تو کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔

سنگ بنیاد اور چیز ہے سنگ نبوت اور چیز ہے

ندوۃ کے برعکس جماعت احمدیہ کی بنیاد تاج برطانیہ نے اپنے مخصوص مفادات کو پروان چڑھانے کے لئے رکھی تھی' مرزا غلام احمد قادیانی کی ''خانہ ساز نبوت'' کا ناٹک رچانے کا یہی مقصد تھا۔ قادیانی جماعت نے دعویٰ تو دینی جماعت ہونے کا کیا لیکن اس نے درپردہ سیاسی صیہونی تحریک کا کردار ادا کیا۔ قادیانی جماعت کو برطانوی سامراج نے ہی تخلیق کیا اور اسے پروان چڑھایا۔ صد آفرین کہ قادیانی جماعت نے ابھی تک اپنے آقاؤں کے لئے حق نمک کی ادائیگی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انہوں نے وفاداری بشرط استواری کے تحت لگی ذمہ داریوں کو خوب نبھایا ہے۔ برطانوی سامراج کے لئے انہوں نے مخبری کے بہترین فرائض سرانجام دیئے' عالم اسلام میں سازشوں کے جال پھیلائے' عربوں کو اسرائیل کے ہاتھوں رسوا کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا اور اسرائیل کے لئے جاسوسی کے کارنامے سرانجام دیئے' ندوۃ العلماء کے بارے میں کوئی ایک ثبوت نہیں دیا جاسکتا کہ انہوں نے انگریزوں کے لئے کوئی سی خدمت سرانجام دی ہو یا ان کے مفادات کے لئے آلہ کار بنے ہوں۔ ندوۃ نے ایسے علماء تیار کئے جنہوں نے

علمی سطح پر قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کیا' مولانا محمد علی مونگیریؒ کا تعلق بھی ندوۃ سے تھا' جنھوں نے قادیانی فتنہ کے خلاف قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر بلاشبہ مرثیہ لکھا ہوگا۔ شاعر کا دل احساسات اور لطیف جذبات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ علامہ اقبال مرحوم کے مرثیہ کو انگریز سامراج کی قصیدہ خوانی کے لئے کیونکر وجہ جواز بنایا جاسکتا ہے؟ موصوف نے جن اشعار کا حوالہ دیا ہے یہ علامہ اقبال کی شاعری کا ابتدائی دور تھا۔ علامہ اقبال پہلے قادیانیت سے بھی متاثر تھے' بعد ازاں جب وہ قادیانیت کی حقیقت حال سے آگاہ ہوئے تو پھر علامہ اقبال نے قادیانیت کے بخیے ادھیڑ کے رکھ دیئے' خاص طور پر انہیں کشمیر کمیٹی میں مرزا بشیر الدین کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تو اس وقت علامہ اقبال کو قادیانی جماعت اور اس کے رہنماؤں کے مذموم عزائم کا علم ہوا۔ علامہ اقبال پہلے وطن پرست شاعر تھے تو بعد میں انہوں نے ملت کا تصور پیش کیا۔ اقبال پہلے انگریزی لباس میں نظر آتے ہیں' تو دوسرے دور میں انگریزی تہذیب و ثقافت پر تنقید کے نشتر چلاتے نظر آتے ہیں۔ یہ اقبال کا دوسرا دور تھا کہ ان کے مضطرب قلم نے فرنگی سامراج کے عزائم کا پوسٹ مارٹم کیا۔ اگر علامہ اقبال نے شاعری کے ابتدائی زمانہ میں ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر چند اشعار لکھ دیئے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح انگریزوں کے زر خرید غلام تھے۔ علامہ اقبال کے بعد کے دور کے کلام میں برطانوی سرکار کی مدح' حمایت یا تعریف میں کیا کچھ پیش کیا جاسکتا ہے؟ جہاں تک مولانا نذیر احمد دہلوی اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی ذات کا تعلق ہے۔ قادیانی مکتوب نگار کو بڑی محنت اور تگ و دو کے بعد یہی دو نام ملے ہیں۔ اگر انہیں چند نام اور بھی میسر آجائیں تو وہ یقیناً انہیں بھی ہمارے بزرگوں کے کھاتہ میں ڈالیں گے۔ کیا قادیانی دوست قافلہ احرار کے کسی ایک رہنما کا نام پیش کرسکتے ہیں جس کے دل میں برطانوی سامراج کے لئے نرم گوشہ ہو یا کسی نے انگریز حکومت کو سایہ رحمت قرار دیا ہو۔ برطانوی سرکار اور تاج برطانیہ کی خوشامد کاسہ لیسی اور ٹوڈی پن کا جو مظاہرہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا ہے۔ مولانا نذیر احمد دہلوی اور مولوی محمد حسین بٹالوی تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں تھے۔ ہمارے بزرگ وہی تھے جنھوں نے انگریز دشمنی میں تختہ دار کو چوما' پھانسی کے پھندوں کو گلے کا ہار بنایا' شہادت کی موت کو حیات جاوداں سمجھا' کالے پانی کی سزائیں کاٹیں' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

؎ بڑھتا ہے ذوق جرم ہر سزا کے بعد

باقی رہا احرار کا اصل چہرہ۔وہ قادیانیوں کو صرف منیر انکوائری رپورٹ میں ہی کیوں نظر آتا ہے ؟
یہ کوئی صحیفہ آسمانی نہیں' حدیث کا ٹکڑا نہیں' تاریخ کا ورق نہیں' جس کا قادیانی بار بار حوالہ دیتے ہیں۔1953ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد حکومت نے سابق جسٹس منیر کی سربراہی میں تحقیقاتی عدالت قائم کی تھی۔ جس کا مقصد قادیانیوں کے خلاف اٹھنے والی تحریک کے اسباب پر غور کرنا تھا۔ایشاء میں اٹھنے والی تحریکوں میں یہ سب سے بڑی دینی تحریک تھی۔ جس میں دس ہزار سے زائد شمع رسالتؐ کے پروانوں نے جام شہادت نوش کیا تھا۔اس میں ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے جذبہ فدائیت کی نئی مثالیں قائم کی گئیں' گولیاں کھاکر قربانیاں دینے والوں نے ایسی داستانیں رقم کیں جن پر تاریخ ناز کرے گی لیکن ستم ظریفی کی انتہا دیکھئے کہ عشق و محبت اور عقیدت کی اس مقدس تحریک کی عدالتی تحقیقات کے لئے اسے "رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب" کا نام دیا گیا۔بالکل اسی طرح جیسے جنگ آزادی کو غدر کا نام دیا گیا تھا۔ ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ انصاف کے پردے میں جسٹس منیر نے کیا گل کھلائے یہ ایک الگ داستان ہے۔ قادیانی جماعت نے انہیں ہر طرح سے خوش کیا۔ قادیانیوں کی خدمت کے عوض جسٹس منیر احرار کے خلاف ایک دستاویز تو تیار کر گئے لیکن اپنی عاقبت اور آخرت دونوں تباہ کر گئے'منیر رپورٹ کا جواب مولانا مودودی'اور مولانا مرتضٰی میکش نے لکھا تھا۔ منیر انکوائری رپورٹ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ یہ بغض و عناد' دشنام وافترا کا پلندہ ہے' عدل وانصاف کے منہ پر طمانچہ ہے' قادیانی اگر سابق جسٹس منیر کی تحقیقاتی عدالت کو سند سمجھ کر بار بار اس کے حوالے دیتے ہیں تو قادیانیوں کی ہائی کورٹ پنجاب'بلوچستان' سپریم کورٹ آف پاکستان' وفاقی شرعی عدالت کے علاوہ بیرونی دنیا کی عدالتوں میں ان کے خلاف فیصلوں کے بارے میں کیا رائے ہے ؟ ملک بھر کی لوئر کورٹس سے لے کر سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ نے قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں کہ وہ کافر' کاذب' جھوٹا اور دغاباز شخص تھا' اس فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ان عدالتوں کے فیصلوں کے بارے میں قادیانیوں کو کیوں سانپ سونگھ گیا ہے ؟ ان عدالتی فیصلوں کو آخر سند کیوں نہیں سمجھا جاتا ؟۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے بارے میں قادیانی چاہے جتنا مواد جمع کرلیں ان کا صرف ایک جملہ ان کے سیاسی کردار' اخلاص' نیک نیتی اور شفاف دل کا آئینہ دار ہے۔ قیام پاکستان کے بعد بخاریؒ نے ڈنکے کی چوٹ کہا تھا کہ ہماری رائے ہار گئی' پاکستان بن گیا' اب اس کی حفاظت اسی طرح کریں گے جس طرح

مسلمان مسجد کی حفاظت کرتا ہے۔اس تاریخی اور معنی خیز جملہ کے بعد ان کی شخصیت کے حوالہ سے بحث کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے اس اعتراف کے بعد ان کے سیاسی مخالفین بھی ان کی شخصی عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ آج یہی چیز ان کے دائمی اکرام کا باعث ہے جبکہ کسی سیاسی رہنما نے آج تک اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کیا۔ اس کے برعکس قادیانی جماعت نے پاکستان بن جانے کے بعد بھی پاکستان کو قبول نہیں کیا۔ قادیانی جماعت کے رہنماؤں کی بھرپور مخالفت کے باوجود جب پاکستان زندہ حقیقت بن کر دنیا کے نقشے پر ابھر آیا تو قادیانی جماعت کے سربراہ نے کہا:

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے۔ یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔" (الفضل 17 مئی 1947ء)

اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے۔ اس لئے بھی کہ ان کا آبائی مرکز قادیان جسے قادیانی مکہ و مدینہ سے افضل سمجھتے ہیں وہ بھارت میں واقع ہے۔

"بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔" (روزنامہ الفضل 5 اپریل 1947ء)

قادیانیوں نے اپنے الہامی عقیدے اور رویائی سند کے تحت ابھی تک پاکستان کو ذہنی و قلبی طور پر قبول نہیں کیا۔ قادیانی اپنے مردے چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں امانتاً دفن کرتے ہیں۔ کیا وہ اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں؟ مرزا بشیر الدین کی قبر پر وصیت کا کتبہ وطن کی مٹی سے نفرت و عداوت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قادیانی مکتوب نگار اس سے انکار کریں' دستاویزی ثبوت ہم پیش کریں گے۔

قادیانیت کا پودا انگریز نے کب اور کس طرح لگایا؟ اس کی مختصر تاریخ حاضر خدمت ہے۔

یہ روائتی الزام نہیں تاریخی حقیقت ہے۔ کہ قادیانی جماعت برطانوی استعمار کی ضرورت اور ایجاد تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت کا ناٹک رچانے کا مقصد یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمانوں میں برطانوی سامراج کی اطاعت اور فاداری کا بیج بویا جائے۔ قادیانیت کا خمیر انگریزوں نے نظریہ ضرورت کے تحت تیار کیا تھا۔ انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کے روپ میں ہندوستان آئے اور یہاں کے مالک بن بیٹھے۔ جنگ پلاسی سے

1857ء کی جنگ آزادی تک انگریز کامیابیوں اور کامرانیوں کے زینے طے کرتے گئے' ان کا خیال تھا کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو جبر و تشدد سے زیر کر لیں گے' ان کا یہ نظریہ خام خیالی نکلا' انہیں جلد محسوس ہونے لگا کہ وہ مسلمانوں کے جسموں پر تو حکومت کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں لیکن ان کے دلوں پر حکومت کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔ مسلمانوں نے بھی عمل سے ثابت کر دکھایا کہ مسلمانوں کو آزادی سے محبت اور غلامی سے نفرت ہے۔ مسلمان حریت پسندوں نے آزادی کے لئے ایسی بیش بہا قربانیاں دیں جن کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی' روح فرسا مظالم' ظلم و ستم اور بربریت کے ایسے واقعات ہیں کہ انسانی جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انگریز نے چونکہ ہندوستان میں حکومت بھی مسلمانوں سے ہی چھینی تھی اس لئے اسے مزاحمت کا زیادہ خطرہ بھی مسلمانوں کی طرف سے تھا۔

انگریزی استعمار اپنے تمام تر مظالم کے باوجود ہندوستانی مسلمانوں کے جذبہ جہاد کے سامنے نڈھال ہو گیا۔ انگریزوں کی پریشانی کا اندازہ (W.W HUNTER) کی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" (Our Indian Muslim) کی کتاب سے لگایا جا سکتا ہے۔ جس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ:

"جب تک مسلمانوں میں جہاد کا تصور اور اس کی روح باقی ہے اس وقت تک برطانوی حکومت ہندوستان میں مستحکم نہیں ہو سکتی۔"

چنانچہ یہ تاریخی حقائق ہیں کہ 1869ء کے اوائل میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں' برطانوی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد سر ولیم کی قیادت میں ہندوستان بھیجا گیا جس کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ یہاں کے مسلمانوں کو کیوں کر رام کیا جا سکتا ہے؟ اور انہیں کیسے برطانوی حکومت کا وفادار بنایا جا سکتا ہے؟ برطانوی وفد ایک سال ہندوستان رہا' حالات کا جائزہ لیا گیا' 1870ء وائٹ ہال لندن میں اس وفد کا خصوصی اجلاس ہوا جس میں ہندوستانی مشنری پادری بھی تھے' کمیشن کے سربراہ سر ولیم نے بتایا کہ:

"مذہبی نقطہ نظر سے مسلمان کسی دوسری قوم کی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے' ایسے حالات میں وہ جہاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں' ان کا یہ جوش کسی وقت بھی انہیں ہمارے خلاف ابھار سکتا ہے۔"

اس وفد نے (The Arrival of British Empire in India) کے عنوان سے دو

رپورٹیں مرتب کیں جس میں انہوں نے لکھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی اور مذہبی پیشواؤں کی اندھادھند پیروکار ہے۔ اگر ایسا کوئی شخص مل جائے جو الہامی سند پیش کرے تو ایسے شخص کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر اس سے برطانوی مفادات کے لئے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔ انگلستانی وفد کی رپورٹ:

REPORT OF MISSIONARY FATHERS

Majority of the population of the country blindly follow their "Peers" their spiritual leaders. If at this stage, we succeed in finding out some who would be ready to declare himself a Zilli Nabi (apostolic prophet) then the large number of people shall rally round him. But for this purpose, it is very difficult to presuade some one from the Muslim masses. If this problim is solved, the prophethood of such a person can flourish under the patronage of the Government. We have already overpowered the native governments mainly persuing a policy of seeking help from teh tratiors. That was a different stage, for the that time, the traitors were from the military point of view. But now when we have sway over every nook of the country and there is pease and order every where we ought to undertake measures which might create internal unrest among the country."

(Extract from the Printed Report. India Office Library London)

ترجمہ: ”ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے پیروں اور روحانی رہنماؤں کی اندھی تقلید کرتی ہے۔ اگر اس موقع پر ہمیں کوئی ایسا شخص مل جائے جو ظلی نبوت (حواری نبی) کا اعلان کر کے اپنے گرد پیروکاروں کو اکٹھا کرے لیکن اس مقصد کے لئے اس کو عوام کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی حکومت کے لئے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔ ہم نے مقامی حکومتوں کو پہلے ہی ایسی ہدایات دی ہوئی ہیں کہ

غداروں سے معاونت حاصل کی جائے۔اس وقت مسلح غداری ہوئی تھی اور صورت حال اور تھی لیکن اب ہم نے ہندوستان کے طول وعرض میں ایسے انتظامات کر لئے ہیں کہ ملک میں ہر طرف امن وامان ہے ملک کی اندرونی بدامنی سے نمٹنے کے لئے ایسے اقدامات کئے جاچکے ہیں۔"(رپورٹ انڈیا آفس لائبریری' قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص143)

یہ وہ پس منظر تھا جس کے تحت مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی بنایا گیا۔ تاکہ وہ جہاد کی منسوخی کی سند دے کر ہندوستانی مسلمانوں کو برطانوی سامراج کی اطاعت اور وفاداری کے لئے آمادہ کریں۔چنانچہ سر ولیم کی قیادت میں رپورٹ کو مدنظر رکھ کر نبی کی تلاش کا کام شروع ہوا۔ پنجاب کے گورنر نے اس کام کی ڈیوٹی ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے ذمہ لگائی۔ آخر کار قرعہ فال منشی غلام احمد قادیانی کے نام نکلا جو سیالکوٹ کچہری میں فکر معاش کے ہاتھوں خاصے پریشان تھے۔مرزا قادیانی کے مخصوص خاندانی پس منظر' انگریزوں کے لئے ان کے آباؤاجداد کی مثالی خدمات' مسلمانوں سے نفرت' غداری اور نمک حرامی یہ وہ تمام اسباب تھے جو عطاء منصب نبوت کا باعث بنے۔ تاریخ رئیسان پنجاب میں یہ ساری داستان پڑھی جاسکتی ہے۔مرزاغلام احمد قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر مشہور سفاک اور ظالم جنرل نکلسن کی فوج میں شامل رہا۔اس نے مسلمانوں کے خون میں ہاتھ رنگے تھے۔مرزاغلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت کا مرکز اور ان کی تحریک اور محور دو باتیں تھیں :

(1).........تنسیخ جہاد (2).........اطاعت برطانیہ

ایک نہیں بیسوں نہیں سینکڑوں حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں :

"میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔"(تبلیغ رسالت ج3ص194)

"مرزاغلام احمد قادیانی نے خود اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے انگریزی سرکار کی تائید وحمایت 'خوشامد' کاسہ لیسی اور چاپلوسی میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر انہیں جمع کیا جائے تو50الماریاں بھری جاسکتی ہیں۔"(بحوالہ تریاق القلوب ص25از مرزا قادیانی)

"بعض احمق سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کے لئے جہاد کرنا درست ہے کہ نہیں' یہ گورنمنٹ ہماری ہے اس کا شکریہ ادا کرنا فرض اور واجب ہے۔ محسن کی بدخواہی ایک بدکار اور حرامی کا کام

بقیہ : صفحہ16پر

فتنہ انکار حدیث اور پرویزی فتنہ

مولانا قاضی مجاہد الاسلام انڈیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے :" وما آتا کم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھو ۔"
﴿ترجمہ : پس رسول ﷺ کے احکام کو بجالانا اور جن چیزوں سے وہ روکیں ان سے رک جانا ہر مومن کا فرض ہے۔﴾

اور فرمایا گیا :" اطیعوالله واطیعوالرسول ۔"﴿ترجمہ :اللہ کا حکم مانو اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔﴾

اور فرمایا" من یطع الرسول فقد اطاع الله ۔"﴿ترجمہ :یعنی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا دراصل اللہ کی اطاعت کرنا ہے۔

" لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه ۔"﴿ترجمہ : رسول کی حیات طیبہ ہمارے لئے قابل اقتداء نمونہ ہے۔﴾

" قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی ۔"﴿ترجمہ :اللہ سے محبت کا تقاضا جناب رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی ہے۔﴾

" ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم آیاته ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة ۔"

"وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله ۔"﴿ترجمہ : نبی کی بعثت کا مقصد تلاوت آیات، کتاب اللہ کا بیان اور اس کی وضاحت اور کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم ہے۔﴾

یہ اور اس طرح کی دیگر آیات سے یہ بات واضح ہے کہ قول رسول ﷺ، عمل رسول ﷺ، آپ ﷺ کے احکام اور آپ ﷺ کی سنتیں۔ یہ سب کے سب دین کے باب میں حجت ہیں۔ اور ان کی اطاعت اور ان کی اتباع فرض ہے۔ آنحضرت ﷺ کو محض ایک ڈاکیہ سمجھنا (نعوذباللہ) کہ آپ ﷺ نے آکر اللہ تعالیٰ کی کتاب پہنچادی اور بس، بہت بڑی گمراہی ہے۔ آنحضرت ﷺ کتاب اللہ لائے بھی، اسے

پڑھ کر سنایا بھی' اس کے مجملات اور مبہمات کی تشریح اور وضاحت بھی فرمائی۔ کتاب اللہ کی تعلیم دی۔ الفاظ قرآن سے جو کچھ مراد ہے اسے واضح فرمایا اور اس کی تہہ میں چھپی حکمتوں کو کھول کھول کر بیان فرمایا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ نے ان احکام کو اپنی سنتوں کے ذریعہ عملی صورت دے کر انہیں ایسی مستحکم اور مضبوط شکل دی۔ جس کے بعد گمراہوں کے لئے آیات قرآنی کو غلط معانی پر محمول کرنے کا امکان ختم ہو گیا۔ اسی لئے "حکمت" کا ترجمہ سنت سے کیا گیا ہے۔ حکمت سے مراد سنت لی گئی ہے کہ سنت احکام الٰہی کی وہ ٹھوس صورتیں ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کے عمل کے ذریعہ واضح اور متعین ہو جاتی ہیں۔ مثلاً قرآن میں وارد لفظ "اقامت صلوٰۃ" سے مراد وہ نماز قائم کرنا ہے جو عہد نبوت سے آج تک امت میں بالاستمرار و تواتر سے جاری و ساری ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے عمل نے یہ صورت متعین کر دی۔ تو اب کسی کے لئے اس کی گنجائش نہیں رہی کہ اقامت صلوٰۃ کا مطلب مرکز ملت یا نظام حکومت قائم کرنا بتادے۔

ہر دور میں ایسے لوگ رہے ہیں جو دین کے باب میں حدیث کا انکار کرتے رہے ہیں۔ اور قرآن کریم کی آیات کو غلط معنی پہناتے رہے ہیں۔ اور اہل دین کو فتنہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن ہر زمانہ میں تحریف غالین اور انتحال مبطلین کو دفع کرنے والے علمائے حق بھی موجود رہے ہیں۔ چنانچہ امام شافعیؒ نے اپنی معروف کتاب "کتاب الام" میں انکار حدیث کے اس فتنہ پر مفصل گفتگو فرمائی ہے۔ دین کے باب میں حدیث رسول ﷺ کے حجت ہونے پر ساری امت کا اجماع رہا ہے۔ اور اس اجماعی عقیدہ سے انحراف صرف ایسے لوگوں نے کیا ہے جو دین کا جوا اپنے کاندھوں سے پھینک دینا چاہتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی صفوں میں ان کا شمار کیا جائے۔ لیکن اسلام کی بتائی ہوئی ذمہ داریوں سے وہ گریز بھی کر سکیں۔ ایسے ہی لوگوں میں تھوڑے بہت فرق کے ساتھ عبداللہ چکڑالوی' حافظ محمد اسلم جیراجپوری اور پھر غلام احمد پرویز جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ بنیادی طور پر حافظ اسلم جیراجپوری وغیرہ نے اپنے دور میں جو تھوڑا بہت انحراف کیا تھا۔ غلام احمد پرویز کا فتنہ ان کی ترقی یافتہ شکل تھا۔ "طلوع اسلام" نام کا ایک رسالہ انہوں نے نکالا۔ اور اپنے زور قلم اور زور زبان سے نئے پڑھے لکھے طبقہ کو جس کا دین اور اسلام سے بہت کم تعلق تھا متاثر کیا۔ یہ فتنہ جو ایک زمانہ میں طاقت کے ساتھ ابھرا تھا آہستہ آہستہ دب گیا۔ لیکن "طلوع اسلام" کا رسالہ جاری رہا۔ اور کچھ لوگ غلام احمد پرویز کے انتقال کے بعد بھی اس کے فاسد خیالات و نظریات کو ایک نئے مذہب کی صورت دے کر اسے پھیلانے کی کوششوں میں لگے رہے۔ علامہ مناظر

احسن گیلانیؒ نے ’’تدوین حدیث‘‘ حضرت مولانا بدر عالم میر ٹھیؒ نے اپنی مشہور کتاب ’’ترجمان السنہ‘‘ کے مقدمہ میں ’حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ نے اپنی کتاب ’’نصرۃ الحدیث‘‘ میں اور پھر مولانا منظور احمد نعمانیؒ کی کتاب ’’معارف الحدیث‘‘ کے مقدمہ میں ’حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ نے اپنی کتاب ’’کتاب حدیث‘‘ میں اور بہت سے دیگر علماء نے مختلف کتابوں اور اپنے مقالات کے ذریعہ اس فتنہ کا قلع قمع کیا اور دلائل کی روشنی میں انکار حدیث کے اس فتنہ کا مکمل رد کیا۔ اس طرح الحمدللہ کم از کم ہندوستان اور بنگلہ دیش کی حد تک مکمل طور پر اور پاکستان میں جہاں تک مجھے معلوم ہے بڑی حد تک یہ فتنہ اپنی موت مر گیا۔ لیکن اب اس غلام احمد پرویز کے متبعین دیگر ممالک میں جہاں غلام احمد پرویز کے اصل خیالات کی واقفیت لوگوں کو نہیں ہے۔ ملمع سازی کے ذریعہ ان افکار و خیالات کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو بلاشبہ غیر اسلامی ہیں۔ غلام احمد پرویز کی تصنیفات جن لوگوں نے پڑھی ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ :

۱............وہ دین کے باب میں حدیث کے حجت ہونے کا انکار کرتا ہے۔

۲............وہ ضروریات دین کا منکر ہے۔

۳............وہ قرآنی اصطلاحات کا من مانی ترجمہ کر کے تحریف قرآنی کا مرتکب ہے۔ اور : ’’ویحرفون الکلم عن مواضعه. ‘‘کا مصداق۔ اسی لئے اس کے نزدیک لفظ ’’الصلوٰۃ‘ الزکوٰۃ‘ الحج‘‘ اور اس طرح کی دیگر قرآنی اصطلاحات قطعی طور پر ان معانی میں نہیں ہیں جو آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک امت میں اجماعی طور پر معروف رہے ہیں۔

۴............احادیث کا مذاق اڑانا‘ احادیث کی تدوین کو اسلام کے خلاف قرار دینا‘ حدیث کی حجت کا صراحتاً انکار کرتے ہوئے حدیث کے پورے مجموعہ کو جھوٹ اور افتراء قرار دینا۔

۵............عذاب قبر کا انکار۔

۶............ عقیدہ تقدیر کا انکار۔

۷............اقامت صلوٰۃ کا مطلب مرکزیت اور اجتماعیت کا قیام اور مروجہ نماز کو مجوسیوں سے ماخوذ قرار دینا۔

۸............اطاعت رسول ﷺ کا مطلب اطاعت حکومت قرار دینا۔

یہ اور اس طرح کی دوسری چیزیں جو پرویزی لٹریچر میں عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ صراحتاً تحریفات ہیں۔ اور تحریف کی اس قسم میں داخل ہیں جس میں الفاظ کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے اس کے معانی بدل دئے جاتے ہیں۔ اور یہ وہ تمام لوگ کرتے ہیں جو کسی طرح بھی اللہ کی شریعت سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ غلام احمد پرویز اور اس طرح کے دوسرے لوگوں نے یہی کچھ کہا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ :

الف...... حدیث کی حجیت سے انکار دراصل آنحضرت ﷺ کی رسالت پر اعتقاد سے انکار ہے۔

ب...... فرضیت صلوٰۃ کا انکار' اس کا غلط مفہوم متعین کرنا اور پانچ وقت کی نماز کو دو وقتوں تک محدود کرنا ضروریات دین کا انکار ہے۔

ج...... اسی طرح زکوٰۃ کی اس صورت کا انکار جو رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک امت میں اجماعی ہے اور اسے کسی اور معنی پر محمول کرنا بلاشبہ ضروریات دین کا انکار ہے۔

د...... اسی طرح حج اور دوسرے احکام قرآنی کی تحریف کر کے متعارف' مفاہیم جو بذریعہ تواتر ثابت ہیں۔ ان سے گریز کرتے ہوئے ان الفاظ کو نئے معنی پہنانا حقیقتاً ضروریات دین کا انکار ہے۔

پس یہ اور اس طرح وہ تمام عقائد جو غلام احمد پرویز کی کتابوں میں واضح طور پر ملتے ہیں عقائد کفریہ ہیں۔ جن کے کفر ہونے پر علماء ہندوپاک عرصہ سے متفق رہے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ غلام احمد پرویز کی یہ تمام تحریرات اور یہ تمام آراء صریح گمراہی اور عظیم فتنہ ہیں۔ اگر کہیں بھی اس طرح کا کوئی فتنہ اٹھتا ہے تو دراصل اس کا مقصد دین سے انحراف اور اسلام سے ارتداد ہے۔ اس طرح کے فتنوں کو مٹانا ہم سب کا فرض ہے۔

خریداران لولاک سے گذارش!

جن خریداروں کی سالانہ خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے ان کو زر سالانہ بھجوانے کے لئے دفتر لولاک سے خط بھیجا گیا۔ اب اس اعلان کے ذریعہ ان سے دوبارہ درخواست ہے کہ اس دینی پرچہ اور نظریہ عقیدہ ختم نبوت کے محافظ رسالہ سے تعاون فرماتے ہوئے زر سالانہ فوراً بھجوادیں۔ شکریہ!

شب برات کے فضائل

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ

قدیم زمانہ سے دستور ہے کہ ہر ملک ہر شہر بلکہ ہر گاؤں میں ہر قسم کی تجارت کے لئے خاص خاص بازار قائم کئے جاتے ہیں۔ میلے اور نمائشیں منعقد کی جاتی ہیں۔ جس کی غرض تجارت کی ترقی اور عام لوگوں کے حوائج کا بآسانی پورا ہونا ہوتا ہے۔ تجارت پیشہ حضرات ان ایام و مواسم کو اہتمام کے ساتھ یاد رکھتے ہیں۔ ان کے لئے پہلے سے تیاریاں کرتے ہیں اور انہیں ایام کو تجارت کی ترقی کا زینہ سمجھتے ہیں۔

پھر یہ بازار کہیں روزانہ صبح و شام کھلتے ہیں اور کہیں ہفتہ وار یا ماہوار اور زیادہ مہتمم بالشان سالانہ نمائشیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح سمجھئے کہ ہر انسان شریعت کی نظر میں ایک تاجر ہے۔

اعمال کی سب سے بڑی سالانہ نمائش رمضان المبارک میں ہوتی ہے جو تمام مہینہ رہتی ہے اور جس میں لیل و نہار بازار گرم رہتا ہے۔ مال کی نکاسی زیادہ اور ہر چیز کی قیمت ستر گنا بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔ بازاروں کو صاف و آراستہ رکھا جاتا ہے۔ شیاطین کو ایک طرف کر دیا جاتا ہے اور چھوٹی نمائش ہفتہ وار ہوتی ہے۔ جس کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے:

﴿ترجمہ: جب جمعہ کا دن سلامتی سے گزر جائے تو سمجھ لو کہ ہفتہ کے باقی دن بھی سالم رہیں گے اور جب ماہ رمضان سلامتی سے گزر جائے تو سمجھ لو کہ سارا سال سلامتی سے گزرے گا۔ درمنثور﴾

ان دونوں کے علاوہ وسط سال میں مختلف مہینوں میں چھوٹی بڑی نمائشیں ہوتی ہیں جن میں سے ایک شب برات بھی ہے۔

لیلۃ البرات یا شب برات

برات کے معنی لغت میں بری ہونے کے ہیں۔ اس رات میں چونکہ گناہگاروں کی مغفرت اور مجرموں کی برات ہوتی ہے۔ اس لئے اس رات کو شب برات کہتے ہیں۔ یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے جو چودہ تاریخ کی شام سے شروع ہوتی ہے۔ اس مبارک رات میں بھی اخروی تجارت کی ایک بڑی نمائش

ہوتی ہے۔ احادیث نبویہ اس کے فضائل وبرکات کے شاہد ہیں:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں اپنی تمام مخلوق کی طرف ایک خاص توجہ فرماتے ہیں مشرک اور کینہ ور آدمی کے سوا سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور ﷺ کو نہ پایا تو تلاش کے لئے نکلی۔ آپ جنت البقیع میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ آج نصف شعبان کی رات ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات دے گا جتنے قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔ (قبائل عرب میں اس قبیلہ کی بکریاں سب سے زیادہ تھیں) مگر چند بد نصیب شخصوں کی طرف اس رات میں بھی نظر عنایت نہ ہو گی۔ یعنی مشرک، کینہ ور، قطع رحمی کرنے والا، پاجامہ یا تہبند کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا، اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا، شراب نوش، ظلم سے محصول لینے والا، جادوگر، غیب کی چیزیں بتلانے والا، عریف یعنی ہاتھوں کے خطوط یا دیگر آثار دیکھ کر بتلانے والا، ظالم سپاہی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات آنحضرت ﷺ تہجد کے لئے کھڑے ہوئے، نماز شروع کی اور سجدے میں پہنچے تو اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے خطرہ ہو گیا کہ شاید خدانخواستہ آپ کی روح قبض ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ میں پریشان ہو کر اٹھی اور پاس جا کر آپ کے انگوٹھے کو حرکت دی تو آپ نے کچھ حرکت فرمائی جس سے مجھے اطمینان ہو گیا اور میں اپنی جگہ لوٹ آئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے (تھوڑے سے کلام کے بعد) فرمایا تم جانتی ہو کہ یہ کون سی رات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ خداوند عالم اس رات خاص طور سے اہل عالم کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور مغفرت مانگنے والوں کی مغفرت اور رحم کی دعا کرنے والے پر رحم فرماتے ہیں۔ مگر آپس میں کینہ رکھنے والوں کو (اس وقت بھی) اپنے ہی حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ (رواہ البیہقی 'از ترغیب)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب نصف شعبان کی رات آئے تو رات کو جاگو اور نماز پڑھو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس رات کو غروب آفتاب کے وقت سے ہی نیچے آسمان پر تجلی فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ: ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ ہم اس کی مغفرت کر دیں، ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ ہم اسے رزق دیں، ہے کوئی گرفتار بلا کہ ہم اس کو مصیبت سے

عافیت دیں یہ صدائے عام اسی طرح برابر جاری رہتی ہے' یہاں تک کہ صبح صادق ہو جائے۔(رواہ ابن ماجہ فی الترغیب ص ۲۱)

عطاء ابن یسار فرماتے ہیں کہ اس شب میں ملک الموت کو ایک فرد مل جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ جو جو اس میں درج ہے ان کی جان (اس سال میں) قبض کر لینا۔ تو بعض آدمی درخت لگا رہا ہے اور بیویوں سے نکاح کر رہا ہے اور مکان تعمیر کر رہا ہے لیکن ادھر اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہے۔

شب برات کے مسنون اعمال

ان احادیث سے جس طرح اس مبارک رات کے بیش بہا فضائل و برکات معلوم ہوئے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے اس رات میں اعمال ذیل مسنون ہیں :

(۱)...... پندرھویں شب کی رات کو جاگ کر نفل نمازیں پڑھنا اور ذکر تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہنا چاہیئے۔

(۲)...... اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور عافیت اور اپنے مقاصد دارین کی دعا مانگنا چاہیئے۔

(۳)...... اس رات کو کبھی کبھی تنہا قبرستان میں جانا اور مردوں کے لئے دعا اور استغفار کرنا چاہیئے

(۴)...... اس کی صبح کو یعنی پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنا چاہیئے۔

(۵)...... یوم شک میں روزہ رکھنا منع ہے۔ (از الفضائل الاحکام)

(۶)...... اس کے چاند کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے۔ (از الفضائل الاحکام)

یہ اعمال مسنونہ ہیں ان کے علاوہ جو کچھ آتشبازی' حلوہ پکانا' چراغ زیادہ جلانا' برتن بدلنا' گھر کا لیپنا وغیرہ ہمارے شہروں میں مروج ہیں سب کے سب بدعات ہیں۔ نیز ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل گناہ اس قدر سخت ہیں کہ ان کی نحوست اس مبارک رات کے برکات سے بھی محروم کر دیتی ہے۔

(۱)...... خدا کے ساتھ کسی کو اس کی ذات یا صفات میں شریک سمجھنا۔

(۲)...... کسی مسلمان بھائی سے کینہ رکھنا۔

(۳)...... عزیزوں قریبوں کے جو حقوق ہمارے ذمہ ہیں ان کو ادا نہ کرنا اور ان سے بدسلوکی کرنا

(۴)...... پاجامہ یا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔

(۵)......والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۶)......شرابی ہونا' ظلم سے محصول یار شوت لینا' جادو کرنا' غیب کی باتیں بتلانا' فال نکالنا' ہاتھ کے خطوط دیکھ کر غیب کی چیزیں بتلانا' طبل یا طنبور بجانا' چوسر کھیلنا وغیرہ۔

شب برات کی رات کے غلط کام اور ان کی دینی و دنیوی تباہی

اس مبارک رات کے فضائل و برکات لکھنے کے بعد افسوس کے ساتھ یہ بھی لکھنا پڑتا ہے کہ آج ہماری انہیں شومئی اعمال نے اس کے ثواب کو عذاب سے اور برکات کو دینی و دنیوی نقصانات سے بدل دیا ہے۔ کبھی مسلمان وہ لوگ تھے کہ ہر شر میں سے کوئی خیر اور ہر برائی میں سے کوئی بھلائی اور نقصان و مضرت کی جگہ سے بھی نفع کمالاتے تھے۔ اور آج ہماری شامت اعمال نے اس طرح کایا پلٹ دی ہے کہ ہر بھلائی کی جگہ سے برائی اور نفع کی جگہ سے بھی نقصان ہمارے حصہ میں آتا ہے۔

غرض شومئی اعمال کسی برکت کا حصہ نہیں لینے دیتی بلکہ طرح طرح کی بدعتیں اور رسمیں ایجاد کر کے ہر ایک برکت کو اپنے لئے مصیبت بنادیتی ہے۔ شب برات بھی ان خرافات سے محفوظ نہ رہ سکی۔ رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ چھوڑ کر لغو رسمیں ایجاد کرلی گئیں جن کو فرائض کی طرح التزام سے ادا کیا جاتا ہے جن میں آتش بازی' رسم حلوہ' مسجدوں میں زیادہ چراغ جلانا' برتنوں کا بدلنا اور گھروں کا لیپنا' مسور کی دال پکانا وغیرہ شامل ہیں۔

آتش بازی

یہ رسم نہ صرف ایک بے لذت گناہ ہے بلکہ اس کی دنیوی تباہیاں بھی ہمیشہ آنکھوں کے سامنے آتی ہیں:

(۱)......ایک تو اپنے مال کا ضائع کرنا اور بے جا اسراف ہے جو دنیا میں بھی علاوہ مذموم ہونے کے ہر قسم کی بربادی کا دروازہ ہے۔ قرآن کریم ایسے شخص کو شیطان کا بھائی فرماتا ہے۔ جس قوم کی اقتصادی حالت اس قدر نازک اور خطرناک ہو اور جس کو افلاس نے دوسری قوموں کا غلام بنا کر رکھا ہو اس کا اس طرح فضول اور بیہودہ رسوم میں مال ضائع ہو تو اس سے قومی زندگی کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

(۲)......اپنی جان کو اور اپنے بچوں کو اور پاس پڑوس کو خطرہ میں ڈالنا ہے ہر سال صدہا واقعات

اس قسم کے پیش آتے ہیں کہ گھر کے گھر آتش بازی سے تباہ ہو جاتے ہیں۔

(۳)...... شب برات میں بچوں کو آتشبازی کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں جو بچپن ہی سے انہیں احکام الٰہی کی نافرمانی کی تعلیم اور بیہودہ رسوم کا خوگر بنانا ہے۔ جن کے لئے شرعی حکم تھا کہ ابتداء سے بچوں کو علم و عمل کی تعلیم دو اور انہیں اچھی عادتوں کا خوگر بناؤ۔

(۴)...... یہ خرافات تو ہر جگہ اور ہر وقت بری ہیں لیکن شب برات میں جبکہ رحمت خداوندی ہر شخص کو توبہ واستغفار کی طرف بلا رہی ہے۔ ان واہیات کاموں میں مبتلا ہونا در حقیقت اس کی نعمت کا ٹھکرانا ہے۔ اسی لئے اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ متبرک مقامات اور مبارک اوقات میں جس طرح نیک عمل کا ثواب بڑھتا ہے اسی طرح گناہ کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔

اس ساری گذارش کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان ان اخروی نمائشوں کو غنیمت سمجھ کر ان سے نفع اٹھائیں اور اس مبارک رات میں اعمال مسنونہ کے ساتھ جاگ کر قبر میں آرام سے سونے کا سامان کرلیں : اور سمجھ لیں کہ یہ راتیں ہمیشہ میسر نہ ہوں گی :

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
پھر پڑا سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

اور اگر یہ کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال کو ان گناہوں سے تو بچالیں جو اس مبارک رات میں ثواب سمجھ کر کئے جاتے ہیں۔

غصہ

انسان کے لئے اپنی بے عزتی برداشت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن جو لوگ ایسے موقعوں پر صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے جوابا حملہ نہیں کرتے وہ یقیناً عظیم ہیں۔ جذبات کے ہاتھوں کھلونا بننا تو بہت آسان ہے۔ ان کی نگاہیں کھینچ کر رکھنا بہت مشکل ہے۔ غصے کا عمل تیل کے عمل سے مشابہ ہے۔ جب تک انسان اسے ماچس نہیں دکھاتا وہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ لیکن جو نہی اسے ماچس دکھائی جاتی ہے وہ سب کچھ جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن غصہ ہی ہے۔ جو اس کے اعلیٰ اخلاق کی ہر خوبی پر پانی پھیر دیتا ہے۔ اس پر قابو پالیا جائے تو انسان بڑے اونچے مرتبے پر جا پہنچتا ہے۔

بسلسلہ قادیانی شبہات کے جوابات

ادارہ

مرزا غلام احمد قادیانی کا عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء

عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء

(۲۱/۱)...... "یہ غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ (۱)لوگ نماز کے لئے مسجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا۔(۲)اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا۔ (۳)اور جب عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔(۴)اور شراب پئے گا۔(۵)اور سور کا گوشت کھائے گا۔(۶)اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا۔"(حقیقۃ الوحی ص ۲۹' روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۲۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کا اشارہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے۔ لیکن اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو چھ باتیں ان کی طرف منسوب کی ہیں وہ قطعاً غلط ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کی یہ عبارت نہ صرف جھوٹ ہے بلکہ ایسا شرمناک بہتان بھی' جس میں ایک نبی کی طرف شراب پینے اور سور کھانے کی نسبت کی گئی ہے اور جس شخص کے دل میں رتی برابر ایمان بھی ہو وہ نرم سے نرم الفاظ میں اس کو مرزا قادیانی کی "غلیظ حرکت" کہنے پر مجبور ہوگا۔

(۲۲/۲)...... "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔"(حاشیہ کشتی نوح ص ۱۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تحقیق نہ صرف غلط ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان بھی۔

(۲۳/۳)...... "ایک یہودی نے یسوع کی سوانح عمری لکھی ہے اور وہ یہاں موجود ہے اس نے لکھا ہے کہ یسوع ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا' اور اپنے استاد کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا۔ تو استاد نے اسے عاق کر دیا اور انجیل کے مطالعہ سے جو کچھ مسیح کی حالت کا پتہ لگتا ہے وہ آپ سے بھی پوشیدہ نہیں۔ کہ کس طرح پر وہ نامحرم نوجوان عورتوں سے ملتا تھا' اور کس طرح پر ایک بازاری عورت

سے عطر ملواتا تھا اور یسوع کی بعض نانیوں اور دادیوں کی جو حالت بائبل سے ثابت ہوتی ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ان میں سے تین جو مشہور و معروف ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ "بنت سبع راحاب تمر" اور پھر یہودیوں نے اس کی ماں پر جو کچھ الزام لگائے ہیں۔ وہ بھی ان کتابوں میں درج ہیں۔ ان سب کو اگر اکٹھا کر کے دیکھیں تو اس کا یہ قول کہ مجھے نیک نہ کہو اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے اور یہ فروتنی اور انکساری کے طور پر ہرگز نہ تھا جیسا بعض عیسائی کہتے ہیں۔" (ملفوظات ج ۳ ص ۱۳۷)

ان تمام امور کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا بہتان ہے۔

(۴ / ۲۴)۔۔۔۔۔۔ "اور یسوع اسی لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا یہ نتیجہ تھا۔" (حاشیہ ست بچن ص ۱۷۲ خزائن ص ۲۹۶ ج ۱۰)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ سارے الزامات جھوٹ اور گندے بہتان ہیں۔

(۵ / ۲۵)۔۔۔۔۔۔ "ہائے! کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔" (اعجاز احمدی ص ۱۴ روحانی خزائن ص ۱۲۱ ج ۱۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں کو "صاف طور پر جھوٹ" کہنا مرزا غلام احمد قادیانی کا سفید جھوٹ ہے۔ غالباً انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قادیان کا غلام احمد سمجھ لیا ہے۔

(۶ / ۲۶)۔۔۔۔۔۔ "عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ روحانی خزائن ص ۲۹۰ ج ۱۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی نفی نہ صرف کذب صریح ہے بلکہ قرآن کریم کی تکذیب بھی۔

(۷ / ۲۷)۔۔۔۔۔۔ "اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابن مریم باذن و حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۸ روحانی خزائن حاشیہ ص ۲۵۷ ج ۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مسمریزم کا الزام لگانا اور ان کے معجزات کو مسمریزم کا نتیجہ قرار دینا

قطعی اور یقینی جھوٹ ہے اور اس پر "باذن و حکم الٰہی" کا اضافہ کرنا افتراء علی اللہ ہے اور الیسع نبی کو اس میں لپیٹنا اس افتراء پردازی میں مزید اضافہ ہے۔

(۸/ ۲۸)۔۔۔۔۔ "حضرت عیسیٰ بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام در حقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ ' روحانی خزائن حاشیہ ص ۲۵۴ ' ۲۵۵ ' ج ۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب کو یوسف نجار کی طرف منسوب کرنا ' آپ کو بڑھئی کہنا اور آپ کے قرآن میں ذکر کردہ معجزات کو نجاری کا کارنامہ قرار دینا یہ صریح بہتان اور قرآن کریم کی تکذیب ہے۔

(۹/ ۲۹)۔۔۔۔۔ "بہر حال مسیح کی "یہ ترابی کارروائیاں" زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۹ ' روحانی خزائن حاشیہ ص ۲۵۷ ' ۲۵۸ ' ج ۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو "ترابی کارروائیاں" کہنا اور انہیں مکروہ اور قابل نفرت قرار دینا صریح بہتان اور تکذیب قرآن ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برتری کی امید رکھنا اور اسے فضل و توفیق خداوندی کی طرف منسوب رکھنا کفر اور افتراء علی اللہ ہے۔

(۱۰/ ۳۰)۔۔۔۔۔ "اور آپ کی انہیں حرکات کی وجہ سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین ہو گیا تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو۔ شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ ' روحانی خزائن حاشیہ ص ۲۹۰ ج ۱۱)

"یسوع در حقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔" (حاشیہ ست بچن ص ۱۷۱ ' روحانی خزائن ص ۲۹۵ ج ۱۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نعوذباللہ خلل دماغ مرگی اور دیوانگی کی نسبت کرنا سفید جھوٹ ہے۔ غالباً یہ عبارت لکھتے وقت مرزا غلام احمد قادیانی خود "مراق" کے عارضے کا شکار تھا۔

بقیہ: صفحہ 24 پر

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ

تلخیص وترتیب : مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیسویں صدی کے آغاز میں جب انگریز ملعون کے جدی پشتی غلام اور ایجنٹ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو سینکڑوں علماء کرام اور مشائخ عظام نے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے شب وروز جدوجہد کی۔ ان خوش نصیب حضرات میں ندوۃ العلماء لکھنو کے بانی اور اپنے وقت کے جید عالم دین اور شیخ طریقت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ سرفہرست نظر آتے ہیں۔

تعارف

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ نے ندوۃ العلماء جیسی عہد آفریں اور مجتہدانہ تحریک' نیز سلوک وارشاد' تزکیہ وتربیت' قادیانیت اور عیسائیت کے ردواستیصال اور اپنی مختلف دینی اور دعوتی خدمات کے ذریعہ ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں جو اہم جگہ حاصل کی ہے وہ کسی خاندانی رشتہ اور تاریخ کی مرہون منت نہیں'لیکن مولانا کے اس رتبہ بلند میں ان کی عالی نسبی نے اور اضافہ کردیا ہے۔ وہ اپنے تمام کمالات اور خصوصیات کے ساتھ خاندان نبوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے' ان کے آباء کرام میں حضرت شاہ بہاؤالحق مخدوم حبیب اللہ ملتانیؒ اور ان کے نامور فرزند حضرت شاہ ابوبکر چرم پوش جیسے کبار اولیاء اللہ اور آسمان رشدوہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے نظر آتے ہیں۔

حضرت شاہ ابوبکر چرم پوشؒ آج سے تین سو برس پہلے ملتان سے جہاں ان کا خاندان آباد تھا ضلع مظفر نگر تشریف لائے اور قصبہ کھتولی کے قریب قیام فرمایا' وہ جگہ جہاں ان کی خانقاہ تھی شیخ پورہ کے نام سے آج بھی مشہور ہے۔ یہ جگہ اس وقت بالکل ویران اور غیر آباد تھی' لیکن ان کے قیام کے بعد اس نے ایک پرآباد اور بارونق گاؤں کی شکل اختیار کرلی۔ یہ علاقہ بارہہ کہلاتا تھا اور یہاں جو سادات آباد تھے وہ

سادات بارہہ کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت شاہ ابوبکر چرم پوشؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ: "میری نسل کبھی ولایت سے خالی نہ رہے گی۔" اور تاریخ گواہ ہے کہ یہ سلسلۃ الذہب مولانا محمد علی مونگیریؒ تک برابر جاری رہا۔

یہ پورا خانوادہ شروع سے آخر تک شریعت وطریقت کی صراط مستقیم پر گامزن رہا اور گم گشتہ راہ اس کی ضیاپاشیوں سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے لے کر مولانا محمد علی مونگیریؒ تک یہ سلسلۃ الذہب منقطع نظر نہیں آتا' ہر دور اور ہر زمانہ میں خاندان کی کسی نہ کسی شاخ میں یہ چراغ برابر جلتا رہا۔ آپ کے اولین اجداد بخارا میں تھے وہاں سے ملتان آئے اور پھر ملتان کے بعد مظفر نگر کو یہ دولت حاصل ہوئی اور اس کے بعد نہ صرف یوپی اور بہار بلکہ پورے ہندوستان میں تقسیم ہوئی۔ اس خانوادہ کی تاریخ کا یہ آخری اور زریں باب مولانا محمد علی مونگیریؒ کی زندگی سے متعلق ہے جس کی تفصیل اور تشریح آئندہ صفحات میں ملے گی۔

اہل حق کی تلاش اور زیارت مدینہ کا شوق

اس عمر میں سوائے درس اور تفریح کے طالب علموں کو عموماً کسی اور چیز کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ مولاناؒ کے اندر اہل حق کی جستجو اور طلب صادق پورے طور پر موجود تھی۔ خود فرماتے ہیں:

"حضرت جد امجد کا انتقال میری صغر سنی میں ہو گیا اور میں تنہا رہ گیا' گھر میں ۵ / ٦ عورتیں تھیں میں اکثر بیمار رہتا تھا مگر ہمیشہ درویش کا متلاشی۔ اگر معلوم ہوتا کہ کوئی بزرگ کہیں تشریف لائے ہیں تو فوراً ملنے کی کوشش کرتا اور سب کام چھوڑ کر سب سے پہلے یہ کام انجام دیتا............ مدینہ طیبہ کی زیارت کا شوق اتنا غالب تھا کہ تنہائی میں بیٹھ کر رویا کرتا تھا۔ ایک بار ارادہ کیا کہ مکان وغیرہ فروخت کر کے اور سب کو لے کر چلیں' لیکن مشیت الٰہی کو منظور نہ تھا۔ اس لئے ایک درویش کامل عبداللہ شاہؒ ان کا نام تھا تشریف لائے۔ حضرت قبلہؒ کی عادت تھی کہ جب کسی درویش کو سنا ملاقات کے لئے پہنچ گئے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ بیٹھتے ہی انہوں نے دریافت کیا کہ: بابا تم کو مدینہ طیبہ جانے کا شوق ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ: جی ہاں! شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ابھی نہ جاؤ۔ حضرت نے کہا

کہ : دل قابو میں نہیں ہے؟ جواب دیا کہ : قابو میں ہو جائے گا! یہ کہتے ہی دل کا اضطراب جاتا رہا۔"

مدرسہ فیض عام کا پہلا طالب علم

حافظ امام الدین صاحب نے جو سید شاہ غوث علیؒ کے عقیدت مندوں میں تھے سب سے پہلے آپ کو عربی تعلیم کی ترغیب دی' دوسری طرف والدہ ماجدہ برابر ہمت افزائی فرماتی رہیں۔

۱۲۷۷ھ میں جو طلبہ سب سے پہلے مدرسہ فیض عام میں داخل ہوئے ان میں سر فہرست مولانا محمد علی مونگیریؒ بھی تھے۔ انہوں نے یہاں دو سال درسیات کی تکمیل میں صرف کئے اور کتابوں کے علاوہ مفتی عنایت احمد صاحب کی مشہور کتاب "علم الصیغہ" انہوں نے خود مفتی صاحب سے پڑھی۔ اس وقت وہ ذوق اور دلچسپی اور محنت و جانفشانی کے ساتھ ان کتابوں کا مطالعہ دیکھتے اور اسباق کی تیاری کرتے تھے۔

دو سال کے بعد مفتی صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے اور ان کے جانشین مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی ہوئے۔ چنانچہ مولانا کا تعلیمی سلسلہ پوری پابندی' انہماک اور ذوق و شوق سے جاری رہا۔ کافیہ' شرح مصباح' شرح ملا جامی اور منطق کی بعض کتابیں مولانا سید حسین شاہ سے پڑھیں اور بقیہ کتابیں مولانا لطف اللہ سے۔

حدیث کی تکمیل

حدیث سے فطری مناسبت تھی۔ مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کی صحبت و بیعت نے اس رنگ کو اور گہرا کر دیا۔ اس شغف اور تعلق کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اتنے اہتمام کے ساتھ درس حدیث کے باوجود دل کو تسکین نہ ہوئی اور تشنگی کا احساس باقی رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ خواہش اس قدر غالب ہوئی کہ مشہور و نامور محدث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کے ہاں تشریف لے گئے اور ان کے پاس گیارہ ماہ قیام کر کے صحاح ستہ' موطا امام مالک' مسند امام محمد پڑھیں اور سند بھی حاصل کی۔

بیعت و خلافت

آپ نے مختلف اوقات میں ایک صاحب حال بزرگ حافظ محمد صاحب' مولانا شاہ کرامت علی قادری' مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے بیعت کا تعلق قائم کیا اور حضرت گنج مراد آبادیؒ سے مجاز ہوئے۔

قادیانیت کا مقابلہ

مولانا محمد علیؒ کا ایک اہم کارنامہ جس کے ذکر کے بغیر ان کی تاریخ نامکمل رہے گی' قادیانیت کا مقابلہ اور سر کوبی ہے۔ انہوں نے اس کے لئے اپنی پوری قوت صرف کر دی اور جب تک اس مہم میں کامیاب نہ ہوئے اطمینان کی سانس نہ لی۔

انہوں نے قادیانیت کی تردید میں سو سے زائد کتابیں اور رسائل تصنیف کئے ہیں۔ جن میں سے صرف ۴۰ کتابیں ان کے نام سے طبع ہوئیں اور بقیہ دوسرے نام سے۔

انہوں نے اس کو وقت کا افضل ترین جہاد قرار دیا اور اس کے لئے لوگوں کو ہر قسم کی کوشش اور قربانی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور بڑی دلسوزی کے ساتھ اس کی اہمیت سمجھائی۔ ان کوششوں سے بہار (جس پر قادیانیوں نے اس زمانہ میں بھرپور حملہ کیا تھا اور بڑی تعداد میں مسلمان اس کا شکار ہو رہے تھے) اس خطرہ سے محفوظ ہو گیا اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں بھی جہاں کہیں مولانا کی تصنیفات پہنچیں یا مولانا کے مبلغین پہنچے قادیانیت کے قدم اکھڑ گئے۔ مسلمانوں پر اس نئے دین کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس فتنہ سے محفوظ ہو گئے۔

قادیانیت کی تبلیغ واشاعت

یہ زمانہ قادیانیت کے عین عروج کا تھا۔ ۱۹۰۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کھل کر نبوت کا اعلان شروع کر دیا تھا۔ ان کے رسائل کا وہ مجموعہ جس کا نام "اربعین" ہے منصب جدید کے اعلانات اور تصریحات سے بھرا ہوا ہے۔

۱۹۰۲ء میں ایک رسالہ " تحفۃ الندوہ " لکھا۔ اس کے مخاطب بالخصوص ندوہ کے علماء وارکان اور بالعموم تمام علماء تھے جو ندوہ کے اجلاس امرتسر (منعقدہ ۱۹۰۲ء) میں شریک تھے۔ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت کھل کر وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات ظاہر کئے۔ مولانا محمد علیؒ نے اس وقت اس کی تردید کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہ کی اور اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ ایک طرف وہ ندوہ کی ترقی اور استحکام کی طرف متوجہ تھے' دوسری طرف ان کو اس کا پورا اندازہ نہ تھا کہ یہ تحریک دیکھتے ہی دیکھتے ایسی خطرناک صورت اختیار کر لے گی اور پنجاب کے علاقہ کو پار کر کے ہندوستان کے مختلف حصوں

بقیہ: صفحہ 51 پر

تقسیم کشمیر کا قادیانی پلان

حامد میر ایڈیٹر روزنامہ اوصاف

سیاسی سمجھ بوجھ رکھنے والے اہل فکر و نظر کے لئے یہ راز اب راز نہیں رہا کہ مغربی طاقتیں مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے نام پر ایک ایسا منصوبہ تیار کئے بیٹھی ہیں۔ جس کا اصل مقصد کشمیر کی تقسیم ہے۔ یہ تقسیم صرف اور صرف بھارت کے مفاد میں ہو گی۔ تقسیم کشمیر کا یہ منصوبہ نیا نہیں بلکہ بہت پرانا ہے۔ اس پرانے منصوبے کو نئے رنگ و روغن کے ساتھ قابل عمل بنانے کے لئے کچھ ایسی طاقتیں بھی سرگرم ہیں جن کا بظاہر کشمیر سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ ایسی ہی ایک طاقت قادیانی جماعت بھی ہے جو ان دنوں مقبوضہ کشمیر میں خاص سرگرم ہے۔ پاکستان میں موجود قادیانی حضرات یقیناً میرے نکتہ نظر سے اختلاف کریں گے لیکن میں اپنی گزارشات ٹھوس تاریخی واقعاتی شہادتوں کی مدد سے پیش کر رہا ہوں کیونکہ مقبوضہ کشمیر میں سرگرم قادیانیوں کے اسرائیل سے روابط اب ڈھکے چھپے نہیں رہے۔ تقسیم کشمیر کی سازشوں پر غور کرنے سے پہلے کشمیر میں قادیانیوں کی دلچسپی کی وجوہات جاننا بہت ضروری ہیں۔

مسلمانوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ ہے کہ وہ دنیا میں دوبارہ آئیں گے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور آنے والا مسیح میں ہوں۔ اپنے جھوٹے دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لئے قادیانی دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال کشمیر میں ہوا اور ان کی قبر سرینگر کے قریب واقع ہے۔ قادیانیوں نے اس سلسلے میں ایک برطانوی مصنف اے فیبر قیصر سے انگریزی میں کتاب لکھوائی جس کا عنوان ''مسیح کشمیر میں فوت ہوئے'' ہے۔ اس کتاب میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کے بعض قبائل بھی کشمیر آ گئے تھے اور کشمیری بٹ' گابا' کچلو' ماتری' میر' منٹو' نہرو سمیت کئی ذاتوں کا تعلق بنی اسرائیل کے قبائل سے ہے۔ قادیانی گذشتہ ایک سو سال سے کشمیر میں اپنے قدم جمانے کی کوشش میں ہیں اور اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ مسیح اول کشمیر میں دفن ہے جبکہ مسیح موعود کے دم سے کشمیر ایک مثالی ملک بنے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے دور میں اپنے ایک پیروکار حکیم

نور الدین کو ریاستی مشیر ہوا یا اور کشمیر میں اپنا کام شروع کیا لیکن 1892ء میں مہاراجہ پرتاپ سنگھ نے حکیم نور الدین کو ریاست سے نکال دیا کیونکہ وہ تمام اہم عہدوں پر قادیانیوں کو فائز کروا رہا تھا۔

قادیانیوں نے کشمیر میں گھسنے کی دوسری کوشش 1931ء میں کی جب مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین کشمیر کا سربراہ بن بیٹھا۔ علامہ اقبالؒ بھی کشمیر کمیٹی کے رکن تھے جب انہیں پتہ چلا کہ مرزا بشیر الدین کشمیر کی آزادی کی بجائے وہاں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے سرگرم ہے تو انہوں نے کشمیر کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا۔ جسٹس (ر) جاوید اقبال "زندہ رود" میں لکھتے ہیں کہ قادیانیوں نے "تحریک کشمیر" کے نام سے ایک الگ جماعت بنا کر اقبالؒ کو اس کا صدر بنانا چاہا لیکن شاعر مشرق نے فرمایا کہ قادیانی اپنے امیر کے سوا کسی کے وفادار نہیں۔ 1947ء میں تقسیم ہند کے لئے انگریزوں کا مقرر کردہ حد بندی کمیشن گورداسپور پہنچا تو قادیانیوں کی بڑی تعداد نے خود کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا اور مسلمانوں کا تناسب کم کروادیا۔ گورداسپور بہت اہم ضلع تھا کیونکہ یہ بھارت اور کشمیر میں واحد زمینی رابطہ تھا۔ قادیانیوں کی ملی بھگت سے انگریزوں نے گورداسپور بھارت کے حوالے کر دیا۔ بھارت نے گورداسپور کے راستے سرینگر پر قبضہ کیا تو کشمیریوں نے جہاد شروع کر دیا۔ 14 اکتوبر 1947ء کو ایک کشمیری قادیانی غلام نبی گلکار نے راولپنڈی میں جمہوریہ آزاد کشمیر کا اعلان کیا اور خود آزاد کشمیر کا صدر بن بیٹھا۔ گلکار نے 13 رکنی کابینہ کا اعلان بھی کیا۔ جس میں آدھے قادیانی تھے اور شیخ عبداللہ کے پاس سرینگر پہنچ گیا۔ لیکن مجاہدین نے زور پکڑا تو گلکار پس منظر میں چلا گیا۔ مجاہدین نے کشمیر کے کئی علاقے فتح کر لئے تو پاکستانی فوج کے انگریز کمانڈر انچیف جنرل گریسی نے قادیانیوں پر مشتمل فرقان رجمنٹ تشکیل دے کر جموں کے محاذ پر بٹھادی۔ یہ بٹالین ریاست جموں و کشمیر پر قادیانی جھنڈا لہرانے کے لئے قائم ہوئی۔ لیکن اس کے جوان کچھ نہ کر سکے کیونکہ قادیانیوں کے مذہب میں جہاد کی کوئی گنجائش نہیں۔ 1972ء میں انکشاف ہوا کہ اسرائیلی فوج سینکڑوں قادیانیوں کو تربیت دے رہی ہے۔ اسرائیل اور قادیانیوں کی قربت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسرائیل میں قادیانیوں کے دفاتر کئی دہائیوں سے کام کر رہے ہیں۔ قادیانی کشمیریوں کو یہودی النسل قرار دے کر اسرائیل کی ہمدردیاں حاصل کر چکے ہیں اور لندن میں بیٹھے ہوئے قادیانی دانشور اسرائیل کی مدد سے کشمیر میں خوب کام کر رہے ہیں۔ انتہائی باخبر ذرائع کے مطابق قادیانیوں کی سرگرمیوں کا مرکز سرینگر ہے اور وہ خود مختاری کے نظریئے کو فروغ دے رہے ہیں۔ اس نظریئے کا مقصد متحدہ جموں

وکشمیر کی خود مختاری نہیں بلکہ صرف اور صرف وادی کی خود مختاری ہے۔ لندن میں سرگرم قادیانی دانشوروں کی کوشش ہے کہ بھارت مقبوضہ جموں وکشمیر میں ضلع وار ریفرنڈم پر آمادگی ظاہر کردے۔ ضلع وار ریفرنڈم کی تجویز اقوام متحدہ کے ایک نمائندے مسٹر ڈکسن نے 1950ء میں بھی پیش کی تھی۔ اس وقت پنڈت نہرو نے اس منصوبے کی حمایت اور لیاقت علی خان نے مخالفت کی تھی۔ 49سال بعد قادیانی دانشور ایک دفعہ پھر اس منصوبے کو سامنے لارہے ہیں۔ ضلع وار ریفرنڈم سے لداخ اور جموں بھارت کے پاس جائے گا۔ آزاد کشمیر پاکستان کے پاس رہے گا اور سرینگر خود مختار بن جائے گا۔ جہاں قادیانی اقتدار میں شامل ہو کر بھارت کے ساتھ جاملیں گے۔ یاد رہے کہ کنٹرول لائن کا احترام اعلان واشنگٹن کی اصل روح تھی اور اگر کشمیر تقسیم ہو جائے تو یہ اعلان واشنگٹن کے عین مطابق ہوگا۔ تقسیم کشمیر سے مسلمانوں کو کچھ نہ ملے گا۔ جو کچھ بھی لینا ہے وہ سرینگر اور گردونواح میں موجود قادیانی لیں گے۔ ہم محض قادیانیوں پر لعن طعن کر کے تقسیم کشمیر کی بین الاقوامی سازش کو ناکام نہ بنا پائیں گے بلکہ اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے ان مسلمان لیڈروں کا گریبان بھی پکڑنا ہوگا جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقے سے مغربی طاقتوں اور قادیانیوں کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں۔ کشمیر تقسیم ہو گیا تو سرینگر ائیر پورٹ پر کھڑے اسرائیلی طیارے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے لئے ایک مستقل خطرہ بن جائیں گے۔

بشکریہ اوصاف اسلام آباد

بقیہ: سید محمد علی مونگیریؒ

اور بالخصوص بہار پر اس شدت سے حملہ آور ہوگی۔

قادیانی بہت منظم طریقے پر کام کر رہے تھے۔ اخبارات، رسائل اور کتابوں کے علاوہ ان کے مبلغین جن کو ایک طرف قادیان میں باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی تھی اور دوسری طرف مالی امداد کے ذریعہ ان کو ایسا تابع بنالیا جاتا تھا کہ وہ اس کے جال سے کسی حال میں آزاد نہ ہو سکیں۔ جاری ہے

****

اکابر کے خطوط

ادارہ

سب کمیٹی شعبہ تبلیغ قادیان

حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ، چوہدری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے مجلس احرار اسلام ہند کے زیر اہتمام قادیان میں شعبہ تبلیغ قائم کیا فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ مولانا عنایت اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ ماسٹر تاج الدین انصاری رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے کئی اکابر نے وہاں رہ کر فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ مجلس احرار اسلام ہند کی مرکزی ورکنگ کمیٹی نے شعبہ تبلیغ قادیان کے انتظامات کے لیئے دس رکنی ایک سب کمیٹی نامزد فرمائی۔ جسکے صدر حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاعبادی رحمتہ اللہ اور نائب صدر حضرت مولانا عبدالرحمن میانوی مرحوم تھے اور کنوینر و منتظم حضرت مولانا محمد حیات فاتح قادیان کو بنایا گیا۔ ان دنوں کل ہند مجلس احرار اسلام کے مرکزی دفتر بیرون دہلی دروازہ لاہور کے خط و کتابت کے انچارج ملک عبدالغفور انوری مرحوم تھے۔ جو بعد میں جامعہ خیر المدارس ملتان کے محاسب بھی رہے انہوں نے مرکزی ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ کی اطلاع کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کنوینر کو ذیل کا خط تحریر فرمایا کہ ا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاعبادی صدر۔ ۲۔ حضرت مولانا محمد عبدالرحمن میانوی نائب صدر۔ ۳۔ حضرت مولانا محمد حیات کنوینر اور ارکان۔ ۴۔ حضرت مولانا محمد علی جالندہری ۔۵۔ میاں قمر الدین۔ ۶۔ ماسٹر تاج الدین انصاری۔ ۷۔ مولانا غلام غوث ہزاروی ۔۸۔ مہدی زمان سرحد۔ ۹۔ مولانا مظہر علی اظہر لاہور۔ ۱۰۔ صاحبزادہ سید فیض الحسن آلو مہار شریف ہوں گے اللہ رب العزت ان سب کی مغفرت فرمائیں ۔ فیصلہ کرنے والے ارکان کمیٹی خط لکھنے والا جنکو لکھا گیا۔ پوری قیادت ہی اللہ رب العزت کو پیاری ہو گئی ہے اب ان کی یادیں باقی ہیں لیجئے اصل خط ملاحظہ فرمائیں جس سے ایمان تازہ ہو گا۔ اور ان کی یادیں دوبالا ہونگی ۔ اللہ رب العزت ہم سب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خورد و کلاں کو اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ قادیان کے شعبہ تبلیغ کی سب کمیٹی کی تشکیل کے وقت بھی اکابر نے اتحاد

امت کو سامنے رکھا۔ جہاں دیوبندی اکابر اس میں شامل ہیں وہاں بریلوی مکتب فکر کے ممتاز رہنما مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن بھی شامل ہیں اور شیعہ بزرگ رہنما مولانا مظہر علی اظہر بھی شریک ہیں الیس منکم رجل رشید یہ خط ۲۶ اپریل ۱۹۴۰ء کا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

دفتر مجلس احرار اسلام ہند

تاریخ ۲۰ اپریل [illegible] بیرون دہلی دروازہ لاہور نمبر [illegible]

محترم مولانا محمد حیات صاحب

السلام علیکم

مسنون۔ مجلس مرکزیہ کی جنرل کونسل میں صدر محترم نے شعبہ تبلیغ کی ایک سب کمیٹی نامزد فرمائی تھی جس کی منظوری مجلس مرکزیہ نے بھی دے دی ہے اور اس سب کمیٹی کے ارکان و عہدہ دار حسب ذیل ہیں۔ نیز [illegible] اس اجلاس میں جناب صدر محترم نے سب کمیٹی کے عہدوں کی بھی تشخیص فرما دی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سب کمیٹی کو غور فرمانا چاہئے

فقط

[illegible]

(۱) مولانا [illegible] صدر

(۲) مولانا [illegible] (نائب صدر [illegible])

(۳) مولانا محمد حیات صاحب کنوینر

(۴) مولانا [illegible]

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

(۷) مولانا [illegible]

(۸) [illegible]

(۹) مولانا مظہر علی صاحب [illegible]

جماعتی سرگرمیاں

پشاور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

ستمبر 1974ء کے قومی اسمبلی پاکستان کے تاریخی فیصلے یعنی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سلور جوبلی کے سلسلہ میں عظیم الشان ختم نبوت سیمینار زیر صدارت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم بمقام چوک قصہ خوانی منعقد ہوا۔ جس میں مناظر اسلام مولانا اللہ وسایا مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع پر قادیانیت کے متعلق سوال جواب کا مقابلہ ہوا۔ صحیح جواب دینے والوں میں دیتہ سویٹ ہاؤس نمک منڈی کی طرف سے انعامات دیئے گئے۔ تقریب سے مفتی شہاب الدین، مولانا نورالحق نور، مولانا اکرام اللہ جان قاسمی، مولانا سید امام شاہ، مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہنوز اور یہود و نصاریٰ کی شہ پر قادیانی غیر مسلم اقلیت پاکستان کی سالمیت اور عالم اسلام کے خلاف سازشوں میں سرگرم عمل ہیں۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت پاکستان کو دولخت کرنے میں مرزا قادیانی کے پوتے ایم ایم احمد قادیانی کا کردار ہے جو کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ آج بھی قادیانی اس کوشش میں سرگرم عمل ہیں کہ ان کے خلیفہ آنجہانی مرزا بشیر نے کہا تھا کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر خوشی سے رضامند نہیں ہوئے بلکہ مجبوری تھی۔ ہمیں کوشش کرنی ہے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔ مولانا نے کہا کہ آج پاکستان کے کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کا قبضہ ہے قادیانیوں کا مرکز بھارت میں ہے 'اسرائیل قادیانیوں کی تربیت گاہ ہے' برطانیہ قادیانیوں کی پناہ گاہ ہے اور واشنگٹن ان کا مالی بینک ہے اور اسی بل بوتے پر وہ پاکستان کے کلیدی عہدوں سے ناجائز فوائد حاصل کر کے عالم اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ وہ مکمل اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کا مظاہرہ کریں اور ختم نبوت کے پرچم کے نیچے متحد ہو کر قادیانیوں کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے۔ آپ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور پر قرآن و سنت اور اجماع امت کے حوالہ سے تفصیلی بیان فرمایا۔ تقریب میں مولانا نورالحق نور نے چند قرار دادیں بھی پیش کیں:

قراردادیں :

☆یہ عظیم الشان اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنایا جائے۔ نیز قادیانیوں کی جملہ تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔ ☆یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی ''ضرورت رشتہ' رفاہی وفلاحی'' کاموں کی آڑ میں سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں شب وروز مصروف ہیں اور آئین پاکستان کی توہین کے مرتکب ہیں۔ لہذا قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور ایسے ملک اور اسلام دشمن عناصر کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ☆یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ سعید قادیانی جس کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور نے مقدمہ دائر کرولیا ہے اسے قرارواقعی سزا دی جائے تاکہ کوئی قادیانی کسی مسلمان کو ورغلا کر قادیانی بنانے کی جرات نہ کرسکے۔ ☆یہ اجتماع دکانداران شاہ ولی قتال' محلّہ غفران حبیب علاقہ ہشت نگری کے مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ جنہوں نے اس مسئلہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ ☆یہ اجتماع ممتاز عالم دین اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا عبیداللہ چترالی شہید کے قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے آغا خان فاؤنڈیشن اور حکومت کی ملی بھگت امریکی سازش کا حصہ قرار دیتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ نادرن ایریا بالخصوص چترال میں آغا خان فاؤنڈیشن کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے۔

توہین قرآن کے مجرم کو عمر قید

دکوئٹہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس زیر صدارت صوبائی امیر حضرت مولانا محمد منیرالدین صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بی جناب نذیر احمد کی عدالت سے توہین قرآن کے مجرم کو عمر قید کی سزا سنانے پر مسرت کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں دسٹرکٹ اٹارنی جنرل جناب مسٹر عبدالخالق اور مدعی مقدمہ صوفی احمد یار صاحب کی خدمت کو سراہا گیا اور علماء کرام حضرت مولانا عبدالحق' مولانا تاج محمد اور مولانا عطاء اللہ صاحب کے مقدمہ پر نظر رکھنے اور توجہ دینے پر خوشی کا اظہار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اجلاس میں مولانا عبدالواحد' حاجی سید شاہ محمد آغا' مولانا قاری انوارالحق حقانی' قاری عبدالرحیم رحیمی' مولانا عبدالعزیز جتوئی' حاجی تاج محمد فیروز'

بجانب: جنیل الرحمٰن' حاجی نعمت اللہ' چوہدری محمد طفیل احرار' ڈاکٹر محمد ابراہیم کاکڑ' حافظ خادم حسین گجر' حاجی طارق محمود' محمد حنیف' غلام یٰسین آصف' حافظ محمد سعید وریحان زیب نے شرکت کی۔

شیرے کا ٹھٹھہ جھنگ میں قادیانیوں کی اشتعال انگیزی

جھنگ (نمائندہ خصوصی) شیرے کا ٹھٹھہ چنڈ بھروانہ ضلع جھنگ میں قادیانی کافی تعداد میں موجود ہیں اور وہ اکثر اوقات اشتعال پھیلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ گزشتہ دنوں حق نواز ولد محمد بخش نامی لڑکا فوت ہوا تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر کے اشتعال پھیلا کر پرامن حالات کو مسموم کرنے کی کوشش کی گئی۔ جسے مہر وقار صاحب جو کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی سرپرست بھی ہیں نے مولانا غلام حسین مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ اور مولانا اللہ یار صاحب کو مطلع کر کے قادیانیوں کی اس شرانگیزی کا سدباب کیا۔

قادیانی نوجوان کی قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام

لاہور (حافظ رمضان) صہیب احمد عطاء اللہ G-18 گلبرگ 111 لاہور کا رہائشی ہے۔ جو پہلے قادیانی تھا اب حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی (جامعہ اشرفیہ لاہور) کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر لیا ہے۔ موصوف نو مسلم نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ آج کے بعد میرا مرزائیوں کی کسی جماعت (لاہوری' قادیانی) سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں مرزا غلام قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو کافر' مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان لاتا ہوں۔ وہاں پر موجود مسلمانوں نے جناب صہیب احمد صاحب کو قبول اسلام پر مبارکباد اور اسلام پر استقامت کی دعا کی۔

7افراد کی قادیانیت سے توبہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے ممتاز رہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی کی کامیاب مساعی کو اللہ رب العزت نے شرف قبولیت سے نوازا۔ چک نمبر 49 ایم ایل دریاخان کی مغل برادری کا ایک خاندان جو 7 افراد پر مشتمل تھا مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام میں داخل ہو گیا۔ دریاخان کے معروف عالم دین حضرت مولانا غلام فرید کے ہاتھ پر 3 ستمبر 1999ء کو اس خاندان نے اسلام قبول کیا۔ جن کے

نام مندرجہ ذیل ہیں۔ محمد سلیمان ولد فضل الرحمٰن قوم مغل شناختی کارڈ نمبر 261-89-318857' حلیمہ بی بی زوجہ محمد سلیمان' طاہر محمود پسر محمد سلیمان' صفیہ دختر محمد سلیمان' طارق محمود پسر محمد سلیمان' ایزن دختر محمد سلیمان' نعیمہ اختر دختر محمد سلیمان۔ ان کے اسلام قبول کرنے سے پورے چک کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ قادیانی سیخ پا ہوئے۔ اسلام قبول کرنے کی پاداش میں ان پر ظلم وستم کیا لیکن یہ نومسلم خاندان اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ایمان واسلام پر قائم رہا۔ قادیانی ظلم وستم کے خلاف حضرت مولانا غلام فرید کی بروقت جدوجہد نے قادیانی عزائم کو ناکام بنادیا۔

ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مکی مسجد چیچہ وطنی میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب تھے۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا عبدالحکیم' مولانا ضیاء الدین' مولانا عبدالمجید' قاری محمد سرور' قاری محمد اقبال اور مولانا عبدالباری نے خطاب کیا۔ مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ تمام مسلمان اس پر متفق ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ بانی پاکستان کو کافر سمجھنے والے مسٹر ظفر اللہ قادیانی نے اپنے عہدہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بیرون ممالک سفارت خانوں میں قادیانیوں کو تعینات کیا۔ اگر اس وقت کے حکمران قادیانیوں کی سرپرستی نہ کرتے تو منکرین ختم نبوت کا یہ گروہ چند سالوں میں اپنی موت خود ہی مر جاتا۔ کانفرنس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں: (۱) نیشنل سکیورٹی کونسل میں کسی قادیانی نواز کو شامل نہ کیا جائے۔ (۲) وفاقی اور صوبائی کابینہ میں کسی قادیانی کو شامل نہ کیا جائے۔ (۳) فوج اور دیگر اعلیٰ پوسٹوں پر تعینات قادیانی افسروں کو برطرف کیا جائے۔ (۴)...... امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مکمل عمل درآمد کروایا جائے۔ (۵) چیچہ وطنی کے نواحی گاؤں 37/11-L میں ساہیوال کا ڈاکٹر داؤد قادیانیت کی کھلے عام تبلیغ کرتا ہے جس سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو رہا ہے اسے روکا جائے۔ ہڑپہ کے نواحی گاؤں 6/11-L میں قادیانی عبادت گاہ کی شکل تبدیل کروائی جائے۔ (۶) چیچہ وطنی کے نواحی گاؤں 55 لڑی میں قادیانی مسجد کی شکل میں عبادت گاہ تعمیر کر رہے ہیں۔ اس کی تعمیر روکی جائے۔ کانفرنس کا اختتام امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد

صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دعا سے ہوا۔

کٹاریاں ضلع بہاول نگر میں مرزاڑے کو مقفل کر دیا گیا

کٹاریاں ضلع بہاول نگر میں مرزائیوں نے مرزاڑہ تعمیر کر کے چناب نگر (ربوہ) سے مرتی بلوایا اور تبلیغ شروع کر دی۔ مولانا محمد قاسم رحمانی کو جب پتہ چلا تو انہوں نے چک نمبر 11 جٹاں والہ کٹاریاں کا دورہ کیا اور حالات معلوم کئے۔ مولانا محمد قاسم رحمانی کے ساتھ مولانا سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری بھی تھے۔ دورہ کرنے کے بعد مولانا محمد قاسم رحمانی نے درخواست لکھی اور قانون 298-C کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ لگا کر ڈپٹی کمشنر کے پاس پہنچے۔ ڈی سی اے سی چشتیاں کو کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ پولیس کے ہمراہ مولانا عزیز الرحمٰن' مولانا عبدالقادر کشمیری موقعہ پر پہنچے' مرزاڑے کو سیل کیا منتظم کو گرفتار کیا کیس چلا' چشتیاں سول جج کی عدالت سے درخواست ضمانت منسوخ ہوئی۔ پھر ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت سے بھی درخواست ضمانت منسوخ ہوئی اور ہائی کورٹ بھاولپور میں مقدمہ چلا۔ چھ پیشیوں کے بعد ہائی کورٹ کے جج نے مرزائیوں کی درخواست ضمانت خارج کر دی اور سول جج چشتیاں کو حکم نامہ جاری کیا کہ تین ماہ کے اندر اندر اس کیس کی سماعت کریں اور فیصلہ کریں۔ ملزم تقریباً دو ماہ سے گرفتار ہے۔ چشتیاں میں اس کیس کی سماعت کے دوران چشتیاں کے علماء نے بھرپور کردار ادا کیا۔ گلشن خان سے مولانا رشیدی صاحب' قاری بشیر احمد' قاری نور محمد' مولانا بشیر احمد شاد' مولانا عزیز الرحمٰن اور جماعت اسلامی کے علماء نے مجلس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ وکلاء کی کثیر تعداد نے بحث میں حصہ لیا۔ بھاول پور میں کیس کی سماعت کے دوران ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب' ریاض احمد چغتائی صاحب' مولانا عزیز الرحمٰن صاحب' مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاول پور بھی شریک رہے۔ اب کیس کی سماعت چشتیاں سول جج کی عدالت میں ہوگی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک روزہ سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس 19 رجب المرجب 1420ھ کو جامع مسجد ختم نبوت ٹنڈو آدم میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی چار نشستیں ہوئی۔ پہلی نشست صبح گیارہ بجے شروع ہوئی۔ حافظ حسین احمد نے تلاوت قرآن مجید سے آغاز کیا۔ جناب

سیف اللہ اور حافظ محمد طاہر نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور جمعہ کا خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کیا۔ نماز جمعہ کی امامت بھی حضرت جالندھری نے فرمائی۔ دوسری نشست نماز جمعہ کے بعد ساڑھے تین بجے حافظ عبدالوحید کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ حافظ محمد طاہر اور حافظ نعمت اللہ سولنگی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے فتنہ قادیانیت اور گوہر شاہی فتنہ کے متعلق عوام کو آگاہ کیا۔ تیسری نشست بعد نماز عصر ہوئی۔ جس میں مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی نے قادیانیت کے متعلق سوالات کے جوابات دیئے۔ چوتھی نشست بعد نماز عشاء قاری بہاؤالدین زکریا کی تلاوت قرآن سے شروع ہوئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ الہیار گوٹھ کے ناظم عزیز احمد نے اپنا کلام پیش کیا۔ چوتھی اور آخری نشست میں نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا اللہ وسایا، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا عبدالحمید لنڈ، مولانا خادم حسین، قاری ابوطلحہ عبدالغفور رحمانی نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کروائی گئیں۔

قراردادیں :

☆ یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان بھر میں بالخصوص تھرپارکر، بدین کے اضلاع میں قادیانیوں کی ہر قسم کی سیاسی، سماجی و تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔

☆ قادیانیوں کے عقیدے میں جہاد حرام ہے۔ جبکہ پاک فوج کی بنیاد ہی جذبہ جہاد پر ہے۔ لہٰذا جنرل پرویز مشرف سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ پاک فوج سے قادیانی افسران کو فوراً باہر نکالیں۔ اس میں ملک، قوم اور فوج سب کا مفاد ہے۔

☆ توہین رسالت کے مقدمات ملکی عدالتوں میں سالہاسال سے التواء کا شکار ہیں۔ اس لئے دین دار ججوں پر مشتمل سپریم کورٹ کی سطح کا خصوصی ٹربیونل قائم کیا جائے اور تمام مقدمات کی فوری سماعت کر کے مجرموں کو شرعی سزا دی جائے۔

☆ ریاض احمد گوہر شاہی پر توہین رسالت کا مقدمہ فی الفور درج کیا جائے۔ نیز اس کے عقائد و نظریات خلاف اسلام کفر و ارتداد پر مبنی ہیں۔ اس لئے اس کی جماعت انجمن سرفروشان اسلام کو خلاف

قانون قرار دے کر اس کی تمام تر سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور گوہر شاہی کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

کوٹلی جوشن چاہ جٹاں میں مرزائی کا فرار

چونڈہ کے نواح کوٹلی جوشن چاہ جٹاں میں ایک عنایت نامی شخص جو مقامی مسجد کا موذن تھا اس نے اپنے مرتد ہونے کا اعلان کر دیا۔ جس سے پورا گاؤں حیرانی کے عالم میں ڈوب گیا۔ لوگوں نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ الٹا لوگوں کے سمجھانے پر بفھر گیا اور لوگوں کو چیلنج دینے لگا۔ مقامی حضرات کے علاوہ گاؤں منڈیالہ کے نوجوانوں محمد منیر اور محمد بشیر نے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے علماء سے رابطہ کیا۔ مولانا عارف ندیم' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا بشیر احمد قاسمی' مولانا شفیق ربانی اور مولانا افتخار شاکر وہاں پہنچے مگر قادیانی ہمیشہ کی طرح راہ فرار اختیار کر گئے۔ علماء نے مقامی لوگوں کو ختم نبوت کی اہمیت کے بارے میں آگاہ کیا اور قادیانیوں کو خبردار کیا کہ وہ اپنی سرگرمیوں کو مت پھیلائیں اور عنایت مرتد کو خبردار کیا مسلمانوں کی مسجد میں نماز ادا نہ کرے۔ ورنہ اس کے خلاف دفعہ 298-C کے تحت مقدمہ درج کرا دیا جائے گا۔

ختم نبوت کانفرنس کوٹ ہرا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ ہرا کے زیر اہتمام تیسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس محمد افضل مخدوم کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا عبدالحمید وٹو' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا حافظ محمد ثاقب' مولانا منصور احمد رانجھا' صوفی اصغر علی اور دیگر نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے انتظام میں مجلس کوٹ ہرا کے رہنماؤں ماسٹر ذوالفقار علی' ندیم حسین باجوہ' علی حیدر چٹھہ' ڈاکٹر امان اللہ' سید حفیظ اللہ' الطاف حسین' مولانا محمد اشرف' حاجی محمد انور' نجیب اللہ' مقبول احمد' گلزار احمد' سمیع اللہ' زاہد عباس' ملک شاہد' امان اللہ' ملک محمد قاسم' شہباز احمد' سجاد احمد' حسنین زمان' مستری نصر اللہ' کاشف زمان گوندل' مظہر حسین' غلام رسول' حبیب اللہ چٹھہ' شبیر احمد' محمود اور محمد عارف عدیل نے حصہ لیا۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے رابطہ سیکرٹری سید احمد حسین زید کے چھوٹے بھائی سید محمد حسین کاظمی مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ انہیں قبرستان چمن شاہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا حکیم

عبدالرحمٰن آزاد' قاری محمد یوسف عثمانی' مولانا عبدالقدوس عابد' حافظ احسان الواحد' چوہدری غلام نبی' پروفیسر محمد انور' محمد اعظم ایڈووکیٹ' مولانا فقیر اللہ اختر' محمد امان اللہ' حافظ محمد ثاقب اور حافظ شوکت محمد صدیقی نے اظہار تعزیت کیا۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے نائب ناظم حافظ احسان الواحد کے بہنوئی حاجی عطاء اللہ قضائے الٰہی سے رحلت کر گئے۔ مرحوم کو قبرستان کلاں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم کی رحلت پر مجلس کے قائدین نے اظہار تعزیت کیا ہے۔

قادیانی کا قبول اسلام

چک نمبر H-1 موضع بھکی ملتان میں قادیانیوں نے ایک مسلمان غلام اکبر کو چالاکی سے اپنے جال میں پھنسایا اور اس کو قادیانیت کی طرف مائل کر لیا۔ اس واقعہ کے پتہ چلتے ہی خطیب جامع مسجد بھکی حضرت مولانا سید منور حسین شاہ جیلانی نے جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام مکاتب فکر کے علماء کا ایک اجلاس مدرسہ دارالعلوم مدنیہ بھکی میں بلایا۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے فرمائی۔ اس موقع پر محمد اکبر جٹ نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا اور ذیل کی تحریر 19 علماء کرام کی موجودگی میں تحریر کر کے دی: ''محمد اکبر ولد محمد عاشق' قوم جٹ سیال' سکنہ چک نمبر 1 ہانس' تحصیل و ضلع ملتان' خداوند قدوس کو حاضر و ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہوں۔ نیز میں جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو دجال' کذاب' مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ نیز مرزا قادیانی کو نبی اور مصلح ماننے والے قادیانی اور لاہوری گروپ کو بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ میرا آئندہ کے لئے قادیانی گروہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

مولانا غلام مصطفیٰ کا دورہ خوشاب

خوشاب (رپورٹ مولانا محمد اختر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ گذشتہ ماہ خوشاب تشریف لائے۔ مدرسہ مصباح العلوم' جوہر آباد' مرکزی جامع مسجد ون بلاک' مدرسہ کاشف العلوم سٹیلائٹ ٹاؤن' جامع مسجد مکی پرانا سٹیلائٹ ٹاؤن میں علماء و طلباء سے ملاقاتیں کیں اور سالانہ رد قادیانیت و عیسائیت کورس چناب نگر کے لئے دعوت دی۔ جن علماء سے ملاقاتیں کیں ان میں مولانا شاہ محمد' قاری خدا بخش' قاری محمد فیصل' مولانا پروفیسر عبداللطیف' محمد عثمان غنی' عبدالرحمٰن شامل ہیں۔ بعد

ازاں مدرسہ حنفیہ 4بلاک جوہر آباد میں مولانا نے صلباء وعلماء سے خطاب کیا۔علاوہ ازیں مدرسہ عثمانیہ کے اساتذہ سے ملاقات ہوئی۔ مٹھ ٹوانہ کی جامع مسجد نوناں والی میں بعد نماز عشاء مولانا غلام مصطفیٰ کا تفصیلی خطاب ہوا۔جس کے بعد سامعین میں ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔جامع مسجد قاضیاں والی میں مولانا سلطان احمد ،میاں عزیز الرحمٰن سے ملاقاتیں ہوئیں۔اس کے بعد ہڈالی میں مدرسہ جامعہ ابوہریرہ کے طلباء سے خطاب کیا۔جامع مسجد کبیر والی میں عاشق ختم نبوت محمد قاسم ،ماسٹر محمد یونس ،دیگر احباب سے جماعتی امور پر گفتگو ہوئی۔5 نمبر کا جمعہ مولانا محمد اختر نے گروٹ شہر جامع مسجد بلال میں پڑھایا۔مولانا غلام مصطفیٰ نے جامع مسجد 4بلاک جوہر آباد میں پڑھایا۔مولانا غلام مصطفیٰ نے اپنے خطاب میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ جوہر آباد میں مختلف محکموں میں قادیانی افسران اپنی کفریہ تبلیغ کرتے ہیں ان پر نظر رکھی جائے اور نئی حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانی فتنہ وطن عزیز کا دشمن ہے۔ان سے ہوشیار رہے۔

چناب نگر میں ناجائز قادیانی بچوں کی پیدائش

گذشتہ جمعہ دارالصدر کے گندگی کے ڈھیر پر لاوارث نومولود بچہ پڑا تھا۔جو کہ کنیز دائی نے اٹھایا۔ اس طرح مختلف محلوں سے سات نومولود بچے لاوارث ملے جو کہ بے اولاد افراد لے گئے۔ مولانا اللہ یار ارشد نے کہا ہے کہ چناب نگر میں یورپ کی دولت کی فراوانی نے فحاشی کو جنم دیا ہے۔جس سے ناجائز بچوں کی پیدائش زیادہ ہو رہی ہے اور قادیانیوں کے تقدس کا پردہ چاک ہو رہا ہے۔مولانا نے کہا کہ یہ بھی قادیانیت کی ذلت ورسوائی کی دلیل ہے۔ مولانا نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ چناب نگر میں بڑھتی ہوئی فحاشی اور عریانی کے سدباب کے لئے سخت اقدامات کرے۔

***

ماہنامہ لولاک
فتنہ قادیانیت سے بچنے کے لئے ہر گھر کی ضرورت۔

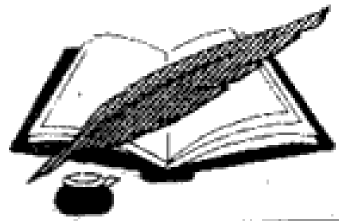

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ادارہ

نام کتاب : رواداری اور مغرب

ترتیب : سید محمد صدیق شاہ بخاری

صفحات : 558

قیمت : 200 روپے

ملنے کا پتہ : علم و عرفان پبلشرز 7 سی مارتھر سٹریٹ 9 لوئر مال لاہور

رواداری کے نام پر مغرب جس طرح کفر کی آبیاری اور اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ اس سے کوئی اہل دل بے خبر نہ ہوگا۔ رواداری صحیح مگر جب اسلام کی روح مجروح ہونے لگے تو پھر رواداری بے حمیتی میں تبدیل ہو جاتی ہے جو حرام ہے "رواداری اور دینی غیرت" اس عنوان پر مصنف نے پہلے ایک مقالہ ترتیب دیا تھا۔ پڑھے لکھے حلقہ میں بہت مقبول ہوا۔ اب زیر نظر کتاب اسی مقالہ کی تکمیل یا نقش ثانی ہے۔ اس کے تیرہ ابواب ہیں :(۱)......رواداری اور فتنہ رواداری' ایک تاریخی جائزہ(۲)...... معیار رواداری (۳)......بنیاد پرستی اور رواداری (۴)...... دہشت گردی دوہرا معیار (۵)......انسانی حقوق اور رواداری (۶)...... مغربی تہذیب و تمدن (۷)...... تنگ نظری' دل آزاری و عدم رواداری (۸)...... نو مسلم اور صلیبی تعصب (۹) عورت و یورپ (۱۰)...... بچوں کی حالت زار (۱۱)...... یورپ کی رواداری اور بوسنیا (۱۲)......کلب کے معصوم پردے کے پیچھے (۱۳)...... تحفظ ناموس رسالت اور رواداری کے حوالے سے مغرب سے چند سوالات :

قارئین : یہ ابواب کے عنوانات ہیں۔ ہر عنوان کے تحت بیسیوں ضمنی عنوانات اور ہر عنوان کے تحت سینکڑوں دلائل پر مشتمل اپنے موضوع کی منفرد و تحقیقی کاوش۔ مصنف نے رب کریم کی عنایت سے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ ناشر نے اشاعت کے ہر مرحلے میں اعلیٰ ذوق کا عملی نمونہ دکھایا ہے۔

نام کتاب : میرا پیغمبر عظیم تر ہے

ترتیب : محمد متین خالد

صفحات : 225

قیمت : 120روپے

ملنے کا پتہ : علم و عرفان پبلشرز اردو بازار لاہور

جناب مکرم محمد متین خالد کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے بیشتر آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعلق ہیں۔ زیر نظر کتاب میں قرن اول سے لے کر عہد حاضر تک شعراء کرام کے کلام میں سے ایک سو پچاس نعتوں کا انتخاب کیا ہے۔ جسے انتخاب لاجواب کہا جاسکتا ہے۔ مولف نے ابتداء میں نعت کیا ہے پر ایک مضمون میں نعت کا نثری قصیدہ لکھ دیا ہے۔ نعت کہیے مگر احتیاط کے ساتھ پروفیسر محمد اقبال جاوید کا وقیع مضمون ہے۔ طباعت ' کاغذ ' جلد بندی میں انتہائی عمدہ ذوق کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ جو مولف وناشر کے عشق رسالتؐ مآب کا آئینہ دار ہے۔ باذوق عاشقان رسالتؐ کے لئے گرانقدر تحفہ ہے۔

نام کتاب : طالبان کے دیس میں

مصنف : مولانا محمد رمضان پھلپوٹو

صفحات : 285

ملنے کا پتہ : مدرسہ عربیہ مظہر العلوم حمادیہ کھوڑا ضلع خیرپور میرس سندھ

مصنف ملک عزیز کی معروف اہل حق کی نمائندہ دینی جماعت جمعیت علماء اسلام کے رہنما ہیں۔ آپ نے افغانستان کے دو سفر کئے اور جو کچھ آنکھوں سے طالبان کی دینی کدوکاوش کو دیکھا اس کتاب میں مرتب کردیا۔ تحریک طالبان اور اسلامی نظام کی برکات وثمرات خوبصورت منفرد انداز میں اچھوتی تصویر کا نام یہ کتاب ہے۔ ایسے خوبصورت انداز میں اسے تحریر کیا ہے کہ پڑھتے ہی وہاں کے حالات آپ کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگ جائیں گے۔ پڑھیے واقعی پڑھنے کی چیز ہے۔

بچوں کا صفحہ

مرزائیوں کے بڑوں کے لیے

اشتیاق احمد

بازگشت

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو مندرجہ ذیل الفاظ میں گالیاں دی ہیں۔

1۔ جو ہماری فتح کا قائل نہیں وہ حرام زادہ ہے۔ (انوارِ اسلام ص30)

2۔ میرے مخالفین عیسائی یہودی اور مشرک ہیں۔ (روحانی خزائن جلد18 ص382)

3۔ جس نے میری دعوت کو نہیں مانا' وہ بدکار عورتوں کی اولاد ہے۔ (آئینہ کمالاتِ مرزا 547)

4۔ دشمن ہمارے (یعنی نہ ماننے والے) جنگلوں کے سور' ان کی عورتیں کتیاں بلکہ کتیوں سے بھی بڑھ کر ہیں (نجم الہدیٰ ص53)

آپ نے یہ گالیاں پڑھیں.... آپ دھک سے رہ گئے ہوں گے .... کہ یہ زبان تو کسی غیر شریف انسان کی بھی نہیں ہو سکتی .... اور مرزائی جسے نبی مانتے ہیں' یہ اس کے الفاظ ہیں ....

لیکن بات اس سے آگے عجیب ہے.... مرزا کا ایک بیٹا فضل نامی تھا۔ وہ مرزا پر ایمان نہیں لایا تھا۔ اس بات کا اقرار مرزا نے خود اپنی کتاب میں کیا ہے۔ مرزا نے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا اب اوپر والی گالیوں کو ذہن میں لائیں .... اگرچہ ان گالیوں کو ذہن میں لانے سے ذہن میں اودھم سا مچتا ہے .... لیکن بات سمجھنے کے لیے آپ ذرا یہ تکلیف کر ہی لیں۔

مرزا کا اپنا بیٹا فضل اسے نبی نہیں مانتا تھا' لہٰذا وہ حرام زادہ تھا۔ یہ ہمارے نہیں .... مرزا کے الفاظ ہیں.... کیونکہ وہ مرزا کی فتح کا قائل نہیں تھا .... اسے جھوٹا سمجھتا تھا.... اور ہمارے نزدیک وہ مبارک باد کے لائق تھا....

دوسرے یہ کہ وہ عیسائی یہودی اور مشرک تھا۔ تیسرے یہ کہ وہ جنگل کا سور تھا۔ چوتھے یہ کہ ایک بدکار عورت کی اولاد تھا.... اس کے گھر کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر تھیں۔ یہ الفاظ بھی ہمارے نہیں.... مرزا کے اپنے ہیں۔

مرزا نے اپنے مخالفین کو گالیاں دیں.... تمام گالیاں خود اس پر الٹ پڑیں....وہ تمام زندگی ان گالیوں کا مزا محسوس کرتا رہا ہوگا....

قادیانی اگر اس مزے سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو فوراً توبہ کرلیں اور اسلام کا کلمہ پڑھ لیں.... یہی وقت کی پکار ہے....

قادیانیوں کی سپریم کورٹ میں شکست

پاکستان سپریم کورٹ کے پانچ رکنی بینچ نے قادیانیوں کے خلاف 1993ء میں فیصلہ دیا تھا کہ قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف قادیانیوں نے نظر ثانی کی درخواست دائر کر دی تھی۔ 8 نومبر 1999ء کو چیف جسٹس آف پاکستان سعید الزمان صدیقی کی سربراہی میں پانچ رکنی بینچ جو جسٹس ارشاد حسن خان، جسٹس راجہ افراسیاب خان، جسٹس محمد بشیر جہانگیری، جسٹس ناصر اسلم زاہد پر مشتمل تھا کے روبرو قادیانیوں کی نظر ثانی کی اپیل سماعت کے لئے پیش ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے سپریم کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ جناب محمد اسماعیل قریشی اور پاکستان بار کونسل کے سابق وائس پریذیڈنٹ جناب راجہ حق نواز سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پیش ہوئے۔ چنانچہ قادیانیوں کی نظر ثانی کی اپیل پانچ رکنی سپریم کورٹ کے بینچ نے مسترد کر دی۔ اس موقعہ پر اسلام آباد اور راولپنڈی کے علماء کرام کی بھاری تعداد مولانا عبدالرؤف، مولانا قاری احسان الحق، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد صادق صدیقی، مولانا مفتی خالد میر، مولانا مفتی محمود الحسن، مولانا منظور احمد کی قیادت میں متوقع سماعت کے پیش نظر سپریم کورٹ میں موجود تھی۔ یوں ایک بار پھر قادیانیت کو سپریم کورٹ میں ذلت و رسوائی، خفت و ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ باطل ہے ہی بھاگ جانے والا۔

فقیر اللہ وسایا

Monthly Lolaak Multan Regd.No.M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

سے تعاون کی اپیل

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے۔
- 〃 〃 〃 〃 〃 قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔
- 〃 〃 〃 〃 〃 عدالتوں میں قادیانی ۔ مسلم مقدمات کی پیروی کر رہی ہے
- 〃 〃 〃 〃 〃 کے مرکزی دار المبلغین کے ذریعہ سینکڑوں علماء کو ہر سال مناظرہ کی تربیت دے رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرکزی دفتر میں دار التصنیف و عظیم الشان لائبریری کا اہتمام کیا ہے
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدارس عربیہ مبلغین ۔ دفاتر ۔ لٹریچر ۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ماہنامہ لولاک ملتان کے ذریعہ تبلیغ و اشاعت ، و حفاظت دین کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ ۔ صدقات ۔ عطیات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور معاونت فرمائیں۔

آپ کا مخلص

عزیز الرحمٰن جالندھری

ناظم اعلیٰ

نوٹ : مجلس زکوٰۃ و صدقات کی رقوم اپنے درجن بھر سے زائد مدارس پر صرف کرتی ہے اس لئے رقم دیتے وقت مد کی ضرور صراحت فرمائیں ۔ امداد مقامی مبلغین کو دے کر رسید حاصل کریں یا براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

دفتر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان

فون نمبر 514122